رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر ۔ میر قاسم علی احمدی

تاریخہائے اشاعت ۔ ہر انگریزی ماہ کی ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ہندوستان ۔ سالانہ بیرون ہند ۔ ششماہی ۔ ممالک بیرون ہندوستان
للعہ/ ۔ عہ/ ۔ عہ/ ۔ ۵ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۱/ ۔ منیجر ۔ اے حمید احمد خان احمدی

جلد ۲۶ قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ محرم سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۴ ماہ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش مطابق ۱۴ فروری سنہ ۱۹۴۱ء نمبر ۶

۵۵ میاں صلاح الدین صاحب
[illegible]
فیروزپور

INDIA POSTAGE THREE PIES

دارالامان کا ہفتہ

(۱) قادیان ۱۲ ؍ تبلیغ سنہ ۱۳۲۰ ہش ۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو شام کے وقت بازو میں درد کی شکایت ہو گئی ۔ جس میں خدا کے فضل سے اس وقت تخفیف ہے ۔ احباب حضور کی صحت اور درازئ عمر کے لئے دعا جاری رکھیں ۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج دن بھر متلی ۔ سر درد اور بخار کی وجہ سے زیادہ ناساز رہی ۔ حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کی جائے ۔

(۳) حرم اول حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو سر درد اور چکروں کی تکلیف ہے ۔ دعائے صحت کی جائے ۔ حرم ثانی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

خاص دعا کے لئے درخواست

میرے عزیز منشی محمد عمر صاحب دہلی میں بعارضہ شدید کھانسی و زکام و خرابی جگر عرصہ سے مبتلا ہیں ۔ بہت علاج کئے ۔ مگر صحت نہیں ہوئی ۔ اب انکی بیماری خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے ۔ احباب دردِ دل سے ان کی درازئ عمر اور صحت کامل کے لئے دعا فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں ۔ (خاکسار ایڈیٹر فاروق)

کہتی ہے تم کو خلقِ خدا غائبانہ کیا؟

ایک دشمن سلسلہ کی گواہی

لاہور کے آریہ اخبار پرکاش کا ایڈیٹر ۲ ؍ فروری سنہ ۴۱ء کے پرکاش میں جماعت احمدیہ کو زندہ قوم مانتا ہوا آریہ قوم کی مردگی پر بالفاظ ذیل تحریری گواہی دیتا ہے ۔ جس کو ہم احباب سلسلہ کی خاص توجہ کے لئے نقل کرتے ہیں ۔ آریہ پرکاش لکھتا ہے کہ

"قادیان سے نکلنے والے احمدی اخبار فاروق کی اشاعت ایک سال پہلے صرف اڑھائی سو تھی ۔ خلیفہ قادیان نے اسکے خریدار بننے کی اپنے پیروؤں سے اپیل کی ۔ اس اپیل پر ایک ہی سال میں ایک ہزار نئے خریدار بن گئے ۔ اس سال اس کے ساڑھے بارہ سو گراہک (خریدار) ہو گئے ہیں ۔ اب (دسمبر سنہ ۴۰ء کے جلسہ پر) خلیفہ صاحب نے اپیل کی ہے ۔ **کہ اسکی اشاعت اڑھائی ہزار ہو جانی چاہیئے** ۔ جو کچھ ہی عرصہ میں ہو جائیگی ۔ **یہ ہیں زندہ قوموں کے نشان** ۔ نیتا (پیشوائے قوم) ایک بات کہے ۔ اور جنتا (قوم) آگیا پالن (تعمیل ارشاد) کر دکھائے ۔ ادھر (احمدی قوم کا) یہ حال ہے ۔ تو ادھر (آریہ جنتا کا) یہ کہ ہم سارا سال چیختے اور چلاتے ہیں ۔ کہ اپنا پریس مضبوط کرو ۔ پرکاش کے خریدار بن جاؤ ۔ لیکن نتیجہ کچھ نہیں نکلتا ۔"

(پرکاش صفحہ ۴ کالم ۳)

میں دشمن کی گواہی مبایعین احمدی احباب کے سامنے پیش کر کے بغیر کسی جذباتی تحریک کے صرف اتنا عرض کرتا ہوں ۔ کہ آپ اسکو غور سے پڑھیں ۔ اور پڑھ کر جواب دیں ۔ کہ ایک دشمن سلسلہ نے آپ کے متعلق جس رائے کا اظہار کر کے آپ کو زندہ قوموں میں شمار کیا ہے ۔ کہاں تک درست ہے ؟ آپ اپنے عمل سے ثابت کر دو ۔ کہ بے شک احمدی قوم زندہ قوم ہے ۔ بیشک وہ اپنے پیشوا ۔ آقا ۔ امام کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی ہر آواز پر لبیک کہتی ہوئی قدم بڑھاتی ہے ۔ پس اس وقت بھی دو سال سے یہ ارشاد حضرت الوالعزم فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زبانِ مبارک سے آپ سن رہے ہیں ۔ کہ

"فاروق کے متعلق میں نے گذشتہ سال توجہ دلائی تھی ۔ کہ اسکی قیمت معمولی (صرف ڈھائی روپیہ ہے) اور ساتھ ہی اس کا کام بہت قابل قدر ہے ۔ وہ اپنا کام بہت اچھا کر رہا ہے ۔ دوستوں کو اسکی اشاعت **کم سے کم ڈھائی ہزار تک پہنچا دینی چاہیئے** ۔ مگر وہ بارہ سو پر رکی ہوئی ہے ۔ دوست اسکی خریداری کی طرف توجہ کریں ۔" (ارشاد مبارک)

پس دشمن کی اس گواہی کو جو آپ کے حق میں اس نے اپنی مطلب براری کے لئے دی ہے ۔ آپ کا قومی اور ذاتی فرض ہے ۔ کہ سچی کر دکھائیں ۔ جو اس نے کہا ہے ۔ کہ

"اب خلیفہ صاحب نے اپیل کی ہے ۔ کہ "فاروق" کی اشاعت اڑھائی ہزار ہو جانی چاہیئے ۔ جو کچھ ہی عرصہ میں ہو جائے گی ۔"

اب اٹھو ۔ اور اس وقت تک کھڑے رہو جبتک کہ فاروق کی اشاعت حسب ارشاد امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ **اڑھائی ہزار** نہ کر دو ۔

اس وقت بارہ سو فاروق کی اشاعت ہے ۔ اگر آپ ہمت کر کے پورے استقلال اور عزم کے ساتھ ہر ایک موجودہ خریدار صرف دو دو نئے خریدار بنا دے ۔ تو ایک مہینے کے اندر خدا کے فضل سے میں سیدنا فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور میں یہ رپورٹ پیش کرنے کے قابل ہو سکتا ہوں کہ حسب منشاء و ارشاد حضور کے احباب سلسلہ نے

فاروق کے اڑھائی ہزار خریدار پورے کر دیئے ہیں دیکھو۔ ڈھائی روپیہ سالانہ چندہ کا ہفتہ وار اخبار آج دنیا بھر میں کوئی نہیں۔ اور یہ قیمت اتنی کم ہے۔ کہ جب تک فاروق کی اشاعت پچیس سو نہ ہو جائے۔ اس کا جاری رہنا مشکل ہے۔ کیونکہ اس وقت کاغذ کی گرانی نے جو دگنی سے زیادہ قیمت پر ملتا ہے۔ اخبار والوں کی کمروں کو توڑ دیا ہے۔ مگر فاروق کی قیمت باوجود سخت مشکلات اور کمی خریداری کے وہی ڈھائی روپیہ سالانہ ہے۔ جو اس وقت تھی۔ جبکہ کاغذ سستا اور آج سے آدھی قیمت سے بھی کم پر ملتا تھا۔ پھر بھی آپ کو اسکی خریداری میں کیوں تامل ہے؟ اسمیں **خطبہ جمعہ** بھی ہوتا ہے۔ اور مخالفین اسلام و اندرونی و بیرونی دشمنان سلسلہ کے اعتراضات کے مکمل اور مدلل جواب بھی ہوتے ہیں۔ دیگر اہم سلسلہ کی خبریں اور عام خبریں اور علمی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ اور ہر ہفتہ آپ کو گھر بیٹھے صرف ڈھائی روپیہ سالانہ میں یہ سب کچھ مل سکتا ہے۔ پھر دیر کیوں ہے۔ جلدی سے ڈھائی ہزار فاروق کے خریدار بنا دو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ مجھے پھر آپ کے خلاف فریاد کرنی پڑے۔ اور فاروق کو کسی دوسری شکل میں تبدیل کر دیا جائے۔ خدا آپ کو توفیق دے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

خزانہ کیلئے بندوقوں کی ضرورت

خزانہ صدر کے پہرہ داروں کے لئے دو عدد سیکنڈ ہینڈ دونالی ارزاں بندوقوں کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی دوست اپنی بندوق فروخت کرنا چاہیں۔ تو وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔ اور تحریر فرمائیں۔ کہ بندوق کس ساخت اور کارخانہ کی ہے۔ اور کس حالت میں ہے۔ اور کم از کم کس قدر قیمت قبول کریں گے۔

فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

درخواستہائے دعاء

(۱) چودھری محمد منصف خاں صاحب کھیوڑہ سے اپنی اہلیہ صاحبہ کی صحت کے لئے جو عرصہ سے جگروں کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ چودھری محمد عادل جو انٹرنس کا امتحان دینے والے ہیں کی کامیابی کے لئے۔ (۲) چودھری محمد دین دوبدوا سے مرزا خاں کی صحت کیلئے جو عرصہ سے بیمار ہیں (۳) سید ولایت شاہ صاحب جو تین سال سے بیمار ہیں اپنی صحت کے لئے ناظرین فاروق سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

مطالبہ وقف زندگی برائے خدمت اسلام

تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ وقف زندگی ہے۔ جس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اور مختلف حالات کے ماتحت مختلف قابلیتوں کے نوجوانوں کے لئے اس صورت میں اپنے دلی اخلاص کو پورا کرنے کے مواقع نکلتے رہتے ہیں۔ اس سے پیشتر زندگی وقف کرنے کے لئے کوئی تعلیمی معیار مقرر نہ تھا۔ کیونکہ ہر لیاقت کے آدمی کے مناسب حال کام موجود تھا۔ لیکن اب جبکہ تحریک جدید کی ضرورت کے ماتحت متعدد نوجوان کام پر لگ چکے ہیں۔ اور اپنے مفوضہ کاموں کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اب مندرجہ ذیل کوائف کے نوجوانوں کے لئے بھی موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دیتے ہوئے خدمت سلسلہ کے لئے اپنی زندگی وقف کریں۔ اور اپنے آپ کو پیش کریں۔

گریجوایٹ نوجوان

گریجوایٹ نوجوانوں کی بھی ان دنوں بہت ضرورت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی صحت اچھی ہو۔ خدمت سلسلہ کا شوق ہو۔ ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے بالکل آمادہ ہوں۔ جو دوست اس سال بی۔ اے کا امتحان دے رہے ہوں۔ وہ بھی پیش کر سکتے ہیں۔ ان کے متعلق فیصلہ کی یہ صورت ہوگی۔ کہ اگر وہ امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ تو ان کو لیا جا سکیگا

مولوی فاضل نوجوان

مولوی فاضل نوجوانوں کے لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ وہ امتحان میٹریکولیشن ضرور پاس ہوں۔ اگر کوئی دوست مولوی فاضل تو ہوں۔ اور اس سال میٹرک کا امتحان بھی دینے والے ہوں۔ وہ بھی اپنا نام پیش کر سکتے ہیں۔ ان کے متعلق جو فیصلہ ہوگا۔ اسے ان کے میٹرک کا امتحان پاس کر لینے کی صورت میں نافذ سمجھا جائے گا۔

قادیان کے میٹرک کا امتحان دینے والے نوجوان

ایسے طلباء جو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم پا کر میٹرک کا امتحان امسال دینے والے ہیں۔ اور انہوں نے میٹرک سائنس کا مضمون لیا ہوا ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو تحریک جدید کے ماتحت پیش کر سکتے ہیں۔ ان کے متعلق ایک علیحدہ سکیم ہے۔ ان کو سائنس سے متعلقہ خاص قسم کی تعلیم دلائی جائے گی۔ اور غیر مستطیع اصحاب کی کالج کی تعلیم کے دوران میں امداد بھی حسب حالات کی جا سکے گی۔ اور ان کے لئے عرصۂ تعلیم میں دینیات کی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے گا۔

دیہاتی مدرسین

مختلف مقامات میں زمیندارہ طرز کے ماتحت احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت کے پیش نظر ایک سکیم کے ماتحت ایسے نوجوانوں کی نئے سال کے لئے ضرورت ہے جن کی تعلیم کم از کم انگریزی مڈل تک ہو۔ صحت اچھی ہو۔ شادی شدہ ہوں۔ اور اگر ان کی بیویاں بھی کچھ پڑھی ہوئی ہوں گی۔ تو زیادہ قابل ترجیح ہوں گے۔ وہ زمیندارہ کام اپنے ہاتھوں سے کر سکتے ہوں۔ ان کو کچھ عرصہ تک قادیان میں دینیات اور دیگر ضروری علوم جن کی دیہاتی زندگی میں ضرورت ہوتی ہے۔ سکھائے جائیں گے۔ اس کے بعد ان کو مختلف مقامات پر بطور مدرس مقرر کیا جائے گا۔ ان کے گذارہ کی صورت زمیندارہ طرز سے خود ہل چلا کر ہو گی۔ حسب حال امداد کی جاتی رہے گی۔ ان کو عرصۂ تعلیم قادیان میں دس روپے ماہوار الاؤنس ملا کرے گا۔ خاص گرانی کی صورت میں الاؤنس میں زیادتی بھی ہو سکے گی۔ پہلی فصل کے تیار ہونے تک ۱۰/-/- روپے ماہوار الاؤنس بطور امداد دیا جائے گا۔ (انچارج تحریک جدید قادیان)

پتے مطلوب ہیں

مندرجہ ذیل احباب جن کے پرانے پتے درج ہیں۔ ان کے موجودہ پتے مطلوب ہیں۔ اگر یہ اصحاب اس اعلان کو دیکھیں تو خود ورنہ دوسرے اصحاب ان کے صحیح ایڈریس سے مطلع فرما کر ممنون فرماویں

(۷۱) چودھری محمد حسین صاحب احمدی ٹنڈو غلام حیدر آباد سندھ۔

(۷۲) چودھری غلام نبی صاحب قیام پور ڈاکخانہ ملکہ ضلع گوجرانوالہ۔

(۷۳) مبارک احمد صاحب کمپونڈر انچارج سکوٹیس ہاسپٹال سیلی جنوبی وزیرستان۔

(۷۴) مستری محمد اسماعیل صاحب ولد غلام حسین صاحب چک ۱۴۳ گ۔ب ڈاکخانہ چک ۱۴۱ گ۔ب ضلع لائل پور۔

(۷۵) خدا بخش صاحب احمدی پنشنر سکنہ موضع بھاگو ارائیں ڈاکخانہ سلطان پور لودھی ریاست بہاولپور

(۷۶) کرم الدین صاحب گیٹ کیپر کلارک آباد کلاں ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور

(۷۷) منشی حسین بخش صاحب پٹواری چک ۳۸۸ ج۔ب ضلع لائل پور

(۷۸) ابوالحفیظ شاہ محمد صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر پسرور کے۔ وی ریلوے براستہ پٹھانکوٹ۔

(۷۹) ماسٹر احمد بخش صاحب مدرس ۳۲۰ گوگیرہ برانچ خاص ڈاکخانہ منڈی پیر محل ضلع لاہور۔

(۸۰) مستری احمد الدین صاحب ولد نور الدین صاحب ساکن ماڑی کلاں ڈاکخانہ کھنڈی ضلع شیخوپورہ۔

(۸۱) میاں محمد سرور صاحب سب انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹی ڈنگہ ضلع گجرات۔

(۸۲) میاں شیر محمد صاحب ارائیں بہار ع ۵/ڈ ڈاکخانہ سمہ سٹہ ریاست بہاولپور۔

(۸۳) میاں مبارک احمد صاحب پٹواری مقام ڈھڈیال ضلع امرتسر۔

(۸۴) فضل محمد صاحب اول مدرس بیکے نارد ڈاکخانہ پاکپٹن ضلع منٹگمری۔

(۸۵) Haji Sarajuddin sahib near post Warburton Distt Sheikhupura

(۸۶) ملک غلام نبی صاحب اے۔ ڈی۔ آئی آف سکولز دریا خاں۔

(۸۷) امام الدین صاحب احمدی موضع چک باسریاں ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات۔

(۸۸) ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب مقام گھوٹکی ضلع سکھر سندھ۔

(۸۹) چودھری رحیم بخش صاحب نمبردار ولد چودھری نور احمد صاحب کمبوہ ڈاکخانہ سرائے امانت خاں امرتسر۔

(۹۰) مستری مراد بخش صاحب رسول پور ڈاکخانہ بھگیالہ تحصیل قصور۔ ضلع لاہور۔

(ناظر بیت المال)

نفع مند کام پر روپیہ لگانیوالوں کے لئے نہایت عمدہ موقعہ

جو دوست اپنا روپیہ نفع مند کام پر لگانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ ایسا روپیہ جائداد کی کفالت پر لیا جائے گا۔ جو ہر طرح سے محفوظ رہے گا۔ اور نفع لائے گا۔

فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فاروق
جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۴۱ء | نمبر ۶

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۴۱ء

نمازیں باجماعت پڑھو اور دعائیں مانگو

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

روحانی جماعتیں ہمیشہ **روحانی اسباب سے فتح** پاتی ہیں۔ ظاہری اسباب ہمیشہ روحانی جماعتوں کو کم میسر آتے ہیں۔ اور ان کا میسر آنا ان جماعتوں کے لئے مفید بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ روحانی جماعتوں کے قیام کی غرض اللہ تعالےٰ کی ہستی کو ظاہر کرنا اور اس پر لوگوں کے دلوں میں یقین اور ایمان پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی قوم ظاہری سامانوں کے ساتھ ترقی کرتی چلی جائے۔ تو اسکی ترقیات کو دیکھ کر **اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور ایمان** پیدا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات پر اسی وقت یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے۔ جب ایک جماعت خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت قائم کی جائے۔ اسکی ترقیات کی خبر دنیاوی سامانوں کے مفقود ہونے ہوئے بلکہ ان کے خلاف ہوتے ہوئے دی جائے۔ اور پھر باوجود دنیوی سامانوں کے میسر نہ آنے کے وہ برابر ترقی کرتی چلی جائے۔ سب سے بڑا ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا یہی اختیار فرمایا ہوا ہے۔ اور جب سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے مامور فرمایا۔ اس وقت سے لے کر آج تک وہ اسی طریق کو اختیار کرتا چلا آیا ہے۔ دنیوی لوگ اس ذریعہ کو بظاہر بے اثر قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کے یہ دعوے اسی وقت تک ہوتے ہیں۔ جب تک کہ وہ پیشگوئیاں اس جماعت کے حق میں پوری نہیں ہو جاتیں۔ جس کو اللہ تعالےٰ اس کام کے لئے کھڑا کرتا ہے۔ جب تک وہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوتیں۔ اور کمال و تمام کو نہیں پہنچ جاتیں۔ اس وقت تک تو ماننے والوں میں سے بھی بعض جو کمزور دل اور کمزور ایمان کے ہوتے ہیں۔ شبہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ گو **کامل یقین اور کامل ایمان** رکھنے والے مومن ان پیشگوئیوں کے پورا ہو جانے کی وجہ سے جو درمیانی عرصہ میں پوری ہوتی ہیں۔ اپنے ایمان اور یقین میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن کمزور دل لوگ جن کی خلقی حالت ہی ایسی ہوتی ہے۔ کہ وہ جلد شبہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یا اعصابی کمزوری والے انسان جو کبھی بھی یقین کے مقام پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ یا ایسے لوگ جو منہ سے تو ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ان کے دل میں ایمان نہیں ہوتا۔ وہ تو اس زمانہ میں بھی جب خدا **پے در پے نشانات** نازل کرتا ہے۔ کمزوری دکھاتے۔ شبہات میں مبتلا ہو جاتے اور قسم قسم کی باتیں بناتے ہیں۔ اور جو غیر ہیں۔ وہ بھی درمیانی نشانات سے کم ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ کوئی کوئی آدمی جس کے دل میں خدا تعالےٰ کی خشیت ہوتی ہے۔ اکا دکا۔ ایک یہاں۔ ایک وہاں۔ اور کوئی اور زیادہ پرے۔ صداقت کو صحیح تسلیم کرتا ہوا مان لیتا ہے۔ لیکن جس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے آخری نتیجہ نکلتا ہے۔ اور نشانات اپنا مجموعی اثر دکھاتے ہیں۔ یکدم غیب کی طرف سے ایسا دروازہ کھل جاتا ہے۔ کہ ایک دن یا چند ایام میں ہی **دنیا کی کایا پلٹ** جاتی ہے۔ اور وہ جو مقہور اور مغلوب ہوتے ہیں۔ دنیا پر غالب آ جاتے ہیں۔ اس وقت وہ لوگ جو بار بار یہ سنتے چلے آتے ہیں۔ کہ اس جماعت کی ترقی الٰہی نشانات سے ہو رہی ہے۔ ان کے قلوب بھی صاف ہو جاتے ہیں۔ اور وہ جوق در جوق اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ تب اس زمانہ کے لوگوں کے لئے صداقت کی سب سے قوی تر دلیل یہی ہوتی ہے۔ کہ مخالف حالات کے باوجود یہ جماعت دنیا پر غالب آگئی۔ اسکی مثال میں **فتح مکہ** کو دیکھ لو۔ مکہ ایک دن میں فتح نہیں ہوا۔ مکہ کی فتح اس جنگ کا نتیجہ نہیں تھی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ رض کو مکہ کی بعض گلیوں میں کرنی پڑی۔ مکہ کی فتح اس لشکر کی آمد کا نتیجہ نہیں تھی۔ جس کو لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سفر پر روانہ ہوئے تھے۔ بلکہ مکہ فتح ہوا بدر کے ذریعہ سے۔ مکہ فتح ہوا احد کے ذریعہ سے۔ مکہ فتح ہوا خیبر کے ذریعہ سے مکہ فتح ہوا احزاب کے ذریعہ سے مکہ فتح ہوا اور ان دسیوں چھوٹی بڑی جنگوں کے ذریعہ سے جو وقتاً فوقتاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ کے صحابہ رض کو کفار سے لڑنی پڑیں۔ پس مکہ کی فتح صرف اس لشکر کی وجہ سے نہیں تھی۔ جس لشکر کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری سفر پر لے کر چلے تھے۔ بلکہ وہ نتیجہ تھی ان بیسیوں واقعات کا جو پہلے نو سال میں متواتر پیش آتے رہے۔ بلکہ وہ نتیجہ تھی ان واقعات کا بھی جو تیرہ سالہ مکی زندگی میں آپ کو پیش آتے رہے۔ لیکن ان میں سے کوئی واقعہ بھی تو لوگوں کی آنکھیں اس طرح کھولنے کا موجب نہیں ہوا۔ جس طرح **مکہ کی فتح لوگوں کی آنکھیں کھولنے کا موجب** ہوئی۔ بدر کی جنگ فتح ہوئی۔ اور در اصل مکہ کا ایک دروازہ فتح ہو گیا۔ مگر مکہ کے لوگوں اور عرب کے لوگوں کو یہ نظر نہیں آیا۔ کہ بے سرو سامان مسلمانوں کی یہ فتح فتح مکہ کا پیش خیمہ ہے۔ احد میں مسلمانوں کو معجزانہ فتح ہوئی۔ اور در اصل مکہ کا دوسرا دروازہ فتح ہو گیا۔ لیکن عرب کے لوگوں کو یہ نشان نظر نہیں آیا۔ جنگ احزاب میں فتح نصیب ہوئی۔ اور گویا مکہ کا تیسرا دروازہ فتح ہو گیا۔ مگر باوجود اس کے مکہ والوں کو یہ نظر نہیں آیا۔ اور نہ ہی عرب والوں کو کہ مکہ فتح ہو گیا۔ پھر خیبر کی جنگ میں مسلمانوں نے یہود پر غلبہ حاصل کیا۔ اور ان ریشہ دوانیوں کا خاتمہ کر دیا۔ جو یہود عرب میں کرتے تھے۔ اور اس طرح گویا مکہ کا چوتھا دروازہ فتح ہو گیا۔ لیکن یہ فتح عربوں کو نظر نہیں آئی۔ اسی طرح ہر وہ جنگ جو مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں لڑنی پڑی۔ اس کے نتیجہ میں در حقیقت مکہ کا ہی ایک حصہ فتح ہوتا تھا۔ لیکن کسی ایک یا دو یا چار لوگوں کو ہی یہ نشان نظر آیا تو آیا۔ ورنہ عرب پھر بھی فخر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ مکہ ہمارے قبضہ میں ہے۔ لیکن جب اس کے نتیجہ میں **سب سے گھٹیا جنگ** مسلمانوں نے کی جو فتح مکہ کہلاتی ہے۔ جس میں صرف اتفاقی طور پر چند آدمی مارے گئے تھے۔ ورنہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم یہی تھا۔ کہ کوئی لڑائی نہ کی جائے۔ چنانچہ ان اتفاقی مارے جانے والوں کو علیحدہ کر کے جو انفرادی طور پر منفرد مسلمانوں سے لڑ پڑے تھے۔ اگر دیکھا جائے۔ تو یہ حقیقت صاف طور پر نمایاں نظر آتی ہے۔ کہ فتح مکہ کے وقت نہ تلواریں میانوں سے نکالی گئیں۔ نہ گردنیں کٹیں۔ اور نہ ہی خونریزی ہوئی۔

پس فتح مکہ کے وقت مسلمانوں کا حملہ جنگ کے لحاظ سے کمزور ترین حملہ تھا۔ آخر خود ہی غور کرو۔ کیا انہوں نے کسی زبردست حریف کے مقابلہ میں کوئی خونین جنگ کی۔ کیا انہوں نے دشمن کے سو دو سو یا ہزار آدمیوں کو مارا۔ یا کیا خود ان کے لشکر میں سے سو دو سو یا ہزار آدمی مارے گئے؟ کچھ بھی نہیں ہوا۔ مگر یہ جو حقیر سی جنگ تھی۔ جس میں کوئی خونریزی نہیں ہوئی۔ کوئی قابل ذکر لڑائی نہیں ہوئی۔ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ادھر آپ مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور ادھر مکہ والے کہتے ہیں۔ ہم ہار گئے۔ پس گو فتح مکہ جنگ کے لحاظ سے ایک ادنیٰ ترین جنگ تھی۔ مگر اس کے **نتائج نہایت عظیم الشان** نکلے۔ ایسا کیوں ہوا۔ صرف اس لئے کہ مکہ کے سفر کی ایک ایک منزل پر کہیں بدر کھڑا تھا کہیں احد کھڑا تھا۔ کہیں احزاب کھڑا تھا۔ کہیں خیبر کھڑا تھا۔ اور مکہ والے سمجھتے تھے۔ کہ یہ بدر میں سے بھی گذر چکے ہیں۔ احد میں سے بھی گزر چکے ہیں۔ احزاب میں سے بھی گزر چکے ہیں۔ خیبر میں سے بھی گزر چکے ہیں۔ اب خالی مکہ رہ گیا ہے۔ اس کے سوا ہمارے پاس کوئی چیز نہیں رہ گئی۔ تو جن جنگوں سے لوگوں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تھا۔ ان کے معمولی سے نتیجہ سے سارا عرب مسلمان ہو گیا۔ بدر جس نے مکہ کو فتح کیا۔ اس سے عرب نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ احد جس نے مکہ کو فتح کیا۔ اس سے عرب نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ احزاب جس نے مکہ کو فتح کیا۔ اس سے عرب نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ خیبر جس نے مکہ کو فتح کیا۔ اس سے عرب نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ غزوۂ بنو المصطلق جس نے مکہ کو فتح کیا۔ اس سے عرب نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اسی طرح اور کئی چھوٹی بڑی جنگوں سے جو بیس تیس کے

قریب ہیں۔ اور جو مکہ کی فتح کا موجب ہوئیں۔ اہل عرب نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ مگر جب مکہ میں امن اور سکون کے ساتھ لشکر اسلام داخل ہوا۔ تو انہوں نے خود ہی کہہ دیا۔ کہ آج

ہم ہار گئے

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا دار لوگ نتائج کے ظہور کے وقت فائدہ اٹھایا کرتے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ فتوحات ان کے دلوں پر کوئی نہ کوئی نشان چھوڑ چکی ہوتی ہیں۔ بدر کی ضرب نے اہل مکہ کے دل پر ایک نشان ڈالا۔ پھر احد میں فتح ہوئی۔ تو اس ضرب نے ان کے دل پر ایک اور نشان ڈال دیا۔ احزاب کی ضرب نے ان کے قلوب پر تیسرا نشان ڈالا۔ اور خیبر کی ضرب نے ایک چوتھا نشان ان کے دل پر قائم کر دیا۔ جب یہ ساری ضربیں اپنے اپنے نشان ان کے قلوب پر چھوڑ گئیں۔ تو ان کا مکمل نتیجہ فتح مکہ کی صورت میں ظاہر ہو گیا۔ اور عرب کے لوگوں کو اسلام نصیب ہو گیا۔

پس انسان کو سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کا یقین دلانے والی بات خصوصاً ان لوگوں کو جو ایمان نہیں رکھتے۔ اور دنیا دار ہوتے ہیں بے سروسامانی کی حالت میں

الٰہی سلسلوں کی کامیابی

ہوتی ہے۔ درمیانی کامیابیاں اعلےٰ تقویٰ والے لوگوں کو ایمان بخشتی ہیں۔ اور آخری کامیابی ادنیٰ تقویٰ والوں کو ایمان بخشتی ہے۔ پھر کچھ عرصہ تک تو یہ اثر باقی رہتا ہے۔ مگر جیسا کہ قاعدہ ہے۔ جب کسی قوم کو لمبے عرصہ تک کامیابیاں اور فتوحات ملیں۔ تو وہ یہ خیال کرنے لگ جاتی ہے۔ کہ یہ فتوحات اور کامیابیاں ہمارا ورثہ ہیں۔ اور ان فتوحات کے حاصل کرنے کا ہماری قوم کو حق حاصل تھا۔ تب رفتہ رفتہ ایمان کی طاقت جو تمام کامیابیوں کا موجب ہوتی ہے کمزور ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو عرب کی فتح شام کی فتح کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ عربوں کی نہ منظم فوج تھی۔ نہ ان کے پاس خزانہ تھا۔ نہ پولیس تھی۔ اور نہ ان کے پاس قضاء ایسی تھی۔ کہ سارے ملک کے جھگڑوں کا وہ فیصلہ کر سکتے۔ مختلف قبائل گو اپنے اپنے حاکموں کے ماتحت تھے۔ مگر ہر فرد آزاد تھا۔ صرف موٹی موٹی غلطیوں کے متعلق باز پرس کی جاتی تھی۔ مثلاً کسی نے قتل کر دیا۔ تو اس سے جواب طلبی کی گئی۔ یا کسی نے ڈاکہ ڈالا تو پنچایت نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ کر دیا۔ اس سے زیادہ نہ ان میں کوئی حکومت تھی۔ اور نہ ہی کوئی نظام۔ مگر

عرب کی فتح

نے جو ایمان پیدا کیا۔ وہ شام کی فتح نہ پیدا کر سکی۔ جو روم جیسی زبردست حکومت کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھی۔ شام کی فتح ایسی ہی تھی۔ جیسے اس زمانہ میں افغانستان کے لوگ روس کا کوئی علاقہ فتح کر لیں۔ یا افغانستان کے لوگ انگلستان یا جرمنی کا کوئی علاقہ لے لیں اگر ایسا واقعہ ہو۔ تو تم خود ہی سوچ لو۔ دنیا میں کتنا شور مچ جائے۔ فرض کرو۔ افغانستان کے لوگ روس کو سائبیریا سے باہر نکال دیں۔ تو کس طرح ایک غلغلہ برپا ہو جائے۔ اور لوگ کہنے لگ جائیں۔ کہ حد ہو گئی۔ افغانستان والوں نے تو کمال کر دیا۔ یہی حال اہل عرب کا قیصر کے مقابلہ میں تھا۔ اور

شام کی فتح

ایسی ہی تھی۔ جیسے افغانستان روس۔ انگلستان یا جرمنی کے کسی علاقہ کو فتح کرے۔ مگر باوجود اس کے مکہ کی فتح نے جو ایمان پیدا کیا۔ وہ شام کی فتح پیدا نہ کر سکی۔ مکہ کی فتح نے لاکھوں انسانوں کے دلوں میں ایسا ایمان پیدا کر دیا تھا۔ کہ ان کی گردنوں پر تلواریں رکھی گئیں۔ مگر ان کے ایمان میں تزلزل پیدا نہ ہوا۔ ان لوگوں کے دلوں سے دنیا کا رعب بالکل مٹ گیا تھا۔ اور دنیا کی محبت ان پر ایسی سرد ہو گئی تھی۔ کہ سوائے خدا کے انہیں کوئی چیز ڈرانے والی نہیں رہی تھی۔

کیا ہی عجیب نظارہ

نظر آتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو کچھ سال پہلے اسلام کے خلاف تلواریں اٹھائے ہوئے تھے۔ جو اخلاقی اور علمی لحاظ سے بہت ہی گرے ہوئے تھے۔ ان کے وفود آتے ہیں۔ اور خلفائے اسلام ان سے کہتے ہیں۔ کہ شام میں دشمن کی طرف سے بڑے زور کا حملہ ہو گیا ہے۔ اور ہماری فوج کے آدمی کم ہیں۔ تم جاؤ۔ اور دشمن کے لشکر کا مقابلہ کرو۔ ان کو معلوم ہے۔ کہ دشمن کی تعداد دو یا چار لاکھ ہے۔ ان کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ اسکی منظم فوجیں رات اور دن لڑنے کی مشقیں کرتی رہتی ہیں۔ ان کو یہ بھی پتہ ہے۔ کہ ان کے افسر سالہا سال سے حکومتیں کرتے چلے آتے ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ فوجیں اپنے افسروں کے اشاروں کو سمجھتی اور ان کے حکموں پر جان دینے کے لئے تیار رہتی ہیں۔ انہیں اس بات کا بھی علم ہے۔ کہ رات اور دن کی مشقوں کی وجہ سے وہ لڑائی کے قابل بنا دی گئی ہیں۔ وہ اس بات سے بھی آگاہ ہیں۔ کہ ان کے پاس ایسے ایسے سامانِ جنگ موجود ہیں۔ جن کے ناموں سے بھی عرب کے لوگ واقف نہیں۔ غرض وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارا دشمن وہ ہے۔ جس کا رعب دنیا کے چاروں طرف پھیل رہا ہے۔ وہ آدھی متمدن دنیا پر حکمران ہے۔ اس کے گورنر بیسیوں دور دراز علاقوں پر حکومت کر رہے ہیں۔ اسکی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس کے پاس سامانِ جنگ بکثرت موجود ہے۔ اور اس میں لڑنے کی قابلیت بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ مگر جب ایسی حکومت کے مقابلہ میں خلفاء اسلام سو یا دو سو یا چار سو آدمیوں کو بھیجتے ہیں۔ تو ایک ایک دو دو چار چار لاکھ کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ دو یا چار سو آدمی تیار ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ پھر وہ سو یا دو سو دشمن کے مقابلہ میں جاتا اور اس یقین اور وثوق سے جاتا ہے۔ کہ لاکھ یا دو لاکھ کی فوج ہمارے مقابلہ میں ایسی ہی ہے۔ جیسے مولیوں یا گاجروں کا کھیت ہوتا ہے۔ اور ہمارا کام اتنا ہی ہے۔ کہ ان پر ہاتھ ڈالیں اور اکھیڑ اکھیڑ کر باہر پھینک دیں۔ اور وہ مسلمان کمانڈر جو دربار خلافت میں یہ فریاد کر رہا ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں کا بڑا بھاری لشکر ہمارے مقابلہ میں آ گیا ہے۔ اور میرے پاس بیس یا تیس یا چالیس ہزار کا لشکر ہے۔ جلد ہی مجھے اور مدد پہنچائی جائے۔ اسے اطلاع جاتی ہے۔ کہ گھبراؤ نہیں۔ ہم پانچ سو آدمی تمہاری مدد کے لئے بھیج رہے ہیں۔ اگر آج کسی کمانڈر کو جو پانچ پانچ سال کالجوں میں ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔ اور بیس بیس سال چھاؤنیوں میں کام کرتے ہیں۔ اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں اتنے قلیل آدمی بھجوائے جائیں۔ تو وہ علی الاعلان فوج کے سامنے اپنا سر پیٹ لے اور کہے۔ مجھے کیسے بدھوؤں سے واسطہ پڑا ہے۔ میں لکھتا ہوں۔ کہ ایک لاکھ منظم فوج۔ ساز و سامان سے آراستہ فوج۔ چھاؤنیوں میں ٹریننگ حاصل کرنے والی فوج ہمارے مقابلہ میں ہے۔ اور مدینہ سے مجھے چٹھی پہنچتی ہے۔ کہ گھبراؤ نہیں پانچ سو آدمی آ رہے ہیں۔ اگر آج ایسا ہی کوئی واقعہ ہو۔ تو

کمانڈر استعفیٰ دے کر الگ ہو جائے

اور کہے کہ ایسی جاہل منسٹری کے تابع میں کام نہیں کر سکتا۔ اگر ایک لاکھ منظم فوج کو فتح کرنے کے لئے مجھے بھیجا جاتا ہے۔ تو کم سے کم سوا لاکھ آدمی تو چاہیئے۔ اور اگر دفاعی جنگ ہو۔ تب بھی ستر اسی ہزار آدمیوں سے کم تو کسی صورت میں نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر یہاں پانچ سو ہزار بلکہ بعض دفعہ سو دو سو آدمی بھیج دیئے جاتے ہیں۔ اور مسلمان ان کو دیکھ کر خوشی سے نعرہ بلند کرتے ہیں کہ اللہ اکبر مگر انہی نظاروں میں سے

ایک نظارہ

تو بہت ہی حیرت انگیز ہے۔ ایک جگہ اسلامی لشکر پر بہت دباؤ پڑ گیا۔ اور ہزار ہا آدمی دشمن کی فوج کا حملہ آور ہو گیا۔ اس وقت اسلامی کمانڈر نے شکایت کی۔ کہ ہمارے پاس فوج کافی نہیں حضرت عمر رضؓ نے دیکھا۔ تو مدینہ میں اس وقت جنگ پر بھیجنے کے لئے کوئی آدمی نہیں تھا۔ اور باہر سے لوگوں کو بلانے میں دیر لگتی تھی۔ معدی کرب ایک صحابی تھے۔ حضرت عمر رضؓ نے ان کو بلایا اور کہا۔ میرا یہ خط کمانڈر انچیف کے پاس لے جاؤ۔ اور جا کر لڑائی میں شامل ہو جاؤ۔ اس خط میں کمانڈر انچیف کے نام آپ نے لکھا تھا۔ تمہاری امداد کی درخواست پہنچی۔ میں معدی کرب کو بھیج رہا ہوں۔ میں نے اسکو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ لڑتے دیکھا ہے۔ اور یہ ایک آدمی دو ہزار کے قائم مقام ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ جب معدی کرب لشکر اسلامی میں پہنچے۔ اور حضرت عمر رضؓ کا خط انہوں نے کمانڈر انچیف کو جا کر دیا۔ تو مسلمانوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔ انہوں نے کوئی گلہ نہیں کیا۔ بلکہ سارے مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اور وہ کہنے لگ گئے کہ معدی کرب آ گیا۔ اب ہماری فتح اور بھی یقینی ہو گئی ہے۔ غرض اسلامی تاریخ میں اس قسم کی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے۔ کہ عرب کے لوگوں نے جب فتح مکہ کا نظارہ دیکھا تو ان کے

دل کی ایمانی حالت

ایسی بدل گئی۔ کہ ان کی نگاہ میں دنیا کی کسی چیز کی کوئی حقیقت نہ رہی۔ انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ جو کچھ کر سکتا ہے۔ ایمان کر سکتا ہے۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایمان سے ہی بے سامان ہوتے ہوئے مکہ فتح کیا۔ جب تک مسلمانوں میں یہ ایمان موجود رہا۔ انہیں دنیا کی کوئی طاقت اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ مگر شام کی فتح کے وقت چونکہ

کچھ نہ کچھ ظاہری سامان

پیدا ہو چکے تھے۔ اس لئے شام کی فتح وہ ایمان پیدا نہ کر سکی۔ جو مکہ کی فتح نے پیدا کیا۔ اسی طرح عراق کی فتح مسلمانوں میں وہ ایمان پیدا نہ کر سکی۔ جو مکہ کی فتح نے پیدا کیا تھا۔ حالانکہ عراق کسریٰ کے ماتحت تھا۔ اور کسریٰ کی حکومت اتنی وسیع تھی۔ کہ چین اس کے ماتحت تھا۔ سائبیریا

اس کے ماتحت تھا۔ عراق اس کے ماتحت تھا۔ افغانستان اس کے ماتحت تھا۔ ہندوستان کے کچھ حصے بھی اس کے ماتحت تھے۔ بلوچستان اس کے ماتحت تھا۔ یمن وغیرہ بھی اس کے قبضے میں تھا۔ غرض اپنی وسعت کے لحاظ سے انگریزی حکومت بھی اتنی بڑی نہیں۔ جتنی کسریٰ کی حکومت تھی۔ اس حکومت سے مسلمانوں نے عراق فتح کیا۔ لیکن اتنی عظیم الشان فتح کے باوجود عراق کی فتح نے وہ ایمان پیدا نہیں کیا۔ جو مکہ کی فتح نے پیدا کیا۔ اسی لئے کہ اب لوگ فتح کے عادی ہو چکے تھے۔ وہ عراق کی فتح کو شام کی فتح کا۔ اور شام کی فتح کو مکہ کی فتح کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ مگر مکہ کی فتح کو مکہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکالے جانے کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ اسی لئے عراق کی فتح باوجود اس کے کہ مکہ کی فتح سے سینکڑوں نہیں ہزاروں گنے بڑھ کر تھی۔ اس کا فاتح دنیا میں وہ تغیر پیدا نہ کرسکا۔ جو مکہ فتح کرنے والے نے دنیا میں تغیر پیدا کیا۔ اسی طرح شام اور مصر کے فتح کرنے والے دنیا میں وہ تغیر پیدا نہ کرسکے۔ جو مکہ کو فتح کرنے والے نے دنیا میں تغیر پیدا کر دیا۔ اس لئے کہ مکہ کی فتح ایک بے سامان فوج کے نتیجہ میں ہوئی۔ اور

بعد کی فتوحات

اس وقت ہوئیں۔ جب سامان کسی قدر پیدا ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کے پاس خزانہ تھا۔ ان کے پاس غلہ تھا۔ ان کے پاس سواریاں تھیں۔ ان کے پاس روپیہ تھا۔ ان کے پاس ہتھیار تھے۔ غرض دنیا کو انسان کا ہاتھ کام کرتا نظر آتا تھا۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ میں داخلہ ایسا تھا۔ کہ اس میں کسی انسان کا ہاتھ کام کرتا نظر نہیں آتا تھا۔ پس خدا تعالیٰ کی ذات پر جو ایمان مکہ کی فتح نے پیدا کیا۔ وہ شام اور مصر اور عراق کی فتوحات نے پیدا نہ کیا۔ اس کے بعد جب اسلامی حکومت سپین تک وسیع ہو گئی۔ تو

سپین فتح کرنے والوں کا کام

بھی کتنا عظیم الشان تھا۔ سپین کو جانے والا افریقی راستہ ایسا ہے۔ کہ اس میں دو دو تین تین سو میل تک کہیں پانی میسر نہیں آتا۔ پھر سپین میں خود ایک زبردست حکومت تھی۔ مگر چند ہزار مسلمان سپاہی جن کی تعداد بیس ہزار سے کم تھی۔ انہوں نے مصر سے اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں۔ اور سپین میں فرانس کے ساحل پر آکر دم لیا۔ راستہ میں انہوں نے کسی جگہ دو لاکھ کے لشکر سے مقابلہ کیا۔ کسی جگہ تین لاکھ کے لشکر سے۔ مگر ان کی فتح نے بھی وہ ایمان پیدا نہ کیا۔ جو مکہ کی فتح نے پیدا کیا تھا۔ کیونکہ ان کے اندر وہ باتیں پیدا ہو چکی تھیں۔ جو فاتح قوم کا جزو ہوتی ہیں۔ اور دنیا اس بات کو سمجھتی ہے۔ کہ فاتح قوم کے دل بالکل اور قسم کے ہوتے ہیں۔ مگر

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں داخل ہونے والے

ایک مغلوب قوم کا جزو تھے۔ اور وہ ایسے تھے۔ جن کو کفار نے اپنے گھروں سے نکال دیا تھا۔ طارق کے ساتھ جانے والے لشکر کا ہر شخص کہتا تھا۔ کہ ہم باقی ساری دنیا فتح کر چکے ہیں۔ اب اسی علاقہ کو فتح کرنا رہ گیا ہے۔ مگر مکہ کی طرف بڑھنے والے لشکر کا بیشتر حصہ وہ تھا۔ جن کے سامنے یہ واقعات تھے۔ کہ وہ کبھی رات کو پوشیدہ طور پر مکہ سے بھاگ نکلتے تھے۔ اور کبھی دن کو کفار کی نظر بچا کر ہجرت کے لئے چل پڑتے۔ انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے وہ گلیاں نظر آرہی تھیں۔ جن میں انہیں پیٹا جاتا۔ انہیں پتھروں پر گھسیٹا جاتا۔ اور انہیں عبادت کرنے سے روکا جاتا۔ پس جس شہر کو وہ فتح کرنا چاہتے تھے اس میں رعب کے سارے سامان ان کے خلاف تھے۔

لیکن طارق کی فوج رعب کے سارے سامان اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ اسلئے طارق کی فتح جو مکہ کی فتح سے ہزاروں گنے بڑھ کر ہے۔ وہ نتیجہ پیدا نہ کرسکی۔ جو مکہ کی فتح نے پیدا کیا۔ کیونکہ دونوں کے حالات مختلف تھے۔

پس ہماری جماعت کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسکی فتوحات اور کامیابیوں میں سے بھی وہی فتوحات اور کامیابیاں بابرکت ہیں جو

بغیر ظاہری سامانوں کے ہوں

آج ہماری حالت بھی درحقیقت وہی ہے۔ جو بدر اور احد کی جنگوں میں صحابہ کی تھی۔ ہمیں خدا تعالےٰ نے تلوار نہیں دی۔ بلکہ روحانی ہتھیار دئیے ہیں۔ اور انہیں روحانی ہتھیاروں سے ہم قلوب پر فتح حاصل کر رہے ہیں۔ پس چونکہ ہماری لڑائی تلوار والی لڑائی نہیں۔ اس لئے ہماری بدر بھی یہی ہے۔ اور ہماری احد بھی یہی۔ جب کسی گاؤں میں مخالفت کے باوجود کچھ لوگ احمدی ہو جاتے ہیں۔ تو وہی

تبلیغی جنگ

ہماری بدر کی جنگ کہلائے گی۔ کیونکہ ہماری ساری جنگیں تبلیغی اور روحانی ہیں۔ اس جنگ کے نتیجہ میں بھی کچھ لوگوں کو تو ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے ایمان لانے سے محروم رہتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب یہی اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ کہ ابھی تو کروڑوں عیسائی اور کروڑوں غیر احمدی موجود ہیں۔ احمدیت کو کونسی فتح حاصل ہوئی۔ مگر یہ ایسی بات ہے۔ جیسے بدر یا

احد کی فتح کے وقت

کوئی شخص کہتا۔ کہ ابھی تو لاکھوں عرب مخالف ہیں۔ اور یہ بدر اور احد کی فتح کو ہی اپنا بہت بڑا کارنامہ قرار دے رہے ہیں۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں۔ پہچاننے والے پہچانتے ہیں۔ اور سمجھنے والے سمجھتے ہیں۔ کہ جنگ بدر بدر کی فتح نہیں۔ بلکہ مکہ کی فتح تھی۔ اور اُحد اُحد کی فتح نہیں۔ بلکہ مکہ کی فتح تھی۔ ویسے ہی جن کو خدا تعالےٰ نے آنکھیں دی ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ جب کسی پہاڑی دامن میں ایک چھوٹے سے گاؤں کے دو چار لوگوں کو ہم احمدی بنا لیتے ہیں۔ تو درحقیقت یہ اس گاؤں کی فتح نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے دفتر میں

تمام دنیا کی فتح

ہوتی ہے۔ بے شک اس وقت وہ فتح بعض احمدیوں کے ایمان کی ترقی کا موجب بھی نہیں بنتی۔ بلکہ بعض کہہ بھی دیتے ہیں۔ کہ اگر فلاں جگہ دو چار احمدی ہو گئے ہیں۔ تو کیا ہؤا۔ مگر جب ان

چھوٹی چھوٹی فتوحات کا مجموعی نتیجہ

پیدا ہوگا۔ تو یکدم دنیا یوں گرنے لگے گی۔ جیسے دریا کے کنارے کی زمین گرنے لگتی ہے۔ اور اس وقت کمزور ایمان والے گردنیں اٹھا اٹھا کر کہیں گے۔ کہ ہم پہلے ہی اس بات پر ایمان رکھتے تھے۔ کہ احمدیت ایک دن ساری دنیا پر غالب آجائے گی۔ اور دوسرے لوگ بھی کہیں گے۔ کہ آثار تو ہمیں بھی دیر سے نظر آرہے تھے۔ اس وقت کے آنے تک مخالف ہنسی کرے گا۔ دشمن ٹھٹھے کریگا۔ اور کمزور ایمان والا طعنہ دے کر کہے گا۔ کہ قربانیوں کا مطالبہ کر کے جماعت کو کمزور کیا جا رہا ہے۔ مگر مبارک ہیں وہ جن کے ایمان اس وقت تقویت پاتے ہیں جس وقت ابھی

خدا تعالیٰ کی طرف سے آخری نتیجہ

نہیں نکلتا۔ کیونکہ وہی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں بڑے سمجھے جانے والے ہیں۔ دیکھو جب مکہ فتح ہؤا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ لا ھجرة بعد الفتح۔ اب اس فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔ ہجرت تو لوگ پھر بھی کرتے رہے ہیں۔ اور کئی لوگ بعد میں بھی مدینہ میں مہاجر بن کر گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ جو مہاجرین کے متعلق قرآن کریم نے خبر دی ہے۔ کہ ان کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور بڑے بڑے انعام مقرر ہیں۔ وہ اب فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والوں کو نہیں مل سکتے۔ اب کوئی نیا ابوبکرؓ پیدا نہیں ہوسکتا۔ کوئی نیا عمرؓ پیدا نہیں ہوسکتا۔ کوئی نیا عثمان پیدا نہیں ہوسکتا۔ کوئی نیا علیؓ پیدا نہیں ہوسکتا۔ کوئی نیا طلحہؓ پیدا نہیں ہوسکتا۔ کوئی نیا زبیرؓ پیدا نہیں ہوسکتا۔ غرض وہ لوگ جو اپنے ایمانوں کو پہلے تقویت دیتے اور اپنی

زندگیاں خدا تعالیٰ کے لئے وقف

کر دیتے ہیں۔ وہی ہیں جن پر برکات کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ تجارت نہیں کرتے۔ صحابہؓ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ زراعت نہیں کرتے۔ صحابہؓ بھی زراعت کیا کرتے تھے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ کوئی اور دنیوی کام نہیں کرتے صحابہؓ بھی اور دنیوی کام کیا کرتے تھے۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ تجارتیں تو کرتے ہیں۔ مگر ان کے دل خدا تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور ان کے کان خدا تعالیٰ کی آواز سننے کے منتظر ہوتے ہیں۔ جونہی ان کے کان میں مؤذن کی آواز آتی ہے۔ وہ اپنی تجارت کو چھوڑ کر وہ اپنی زراعت کو چھوڑ کر۔ وہ اپنی صنعت وحرفت کو چھوڑ کر دوڑتے ہوئے مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب رات آتی ہے۔ تو یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ اس خیال سے کہ دن کو ہم نے ہل چلانا ہے۔ یا کوئی اور مشقت کا کام کرنا ہے۔ سوئے ہی رہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے نہ اٹھیں۔ بلکہ جب تہجد کا وقت آتا ہے۔ تو وہ فوراً بستر سے الگ ہو جاتے اور اللہ تعالےٰ کے ذکر اور اسکی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جو دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے والے ہیں۔ وقف کرنا اسی کو نہیں کہتے۔ کہ انسان نوکری نہ کرے۔ یا تجارت نہ کرے۔ یا زراعت نہ کرے۔ اور ہمہ تن دینی کاموں میں مشغول رہے۔ بلکہ وہ شخص بھی واقفِ زندگی ہی ہے۔ جس کے

تمام اوقات خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت

گذرتے ہیں۔ اور وہ ہر آن اور ہر گھڑی خدا تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اگر وہ تجارت کرتا ہے۔ تو اس لئے کہ خدا نے کہا ہے۔ تجارت کرو۔ اگر وہ زراعت کرتا ہے۔ تو اس لئے کہ خدا نے کہا ہے۔ زراعت کرو۔ اگر وہ کسی اور پیشہ کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو اس لئے کہ خدا نے کہا ہے تم پیشوں کی طرف بھی متوجہ ہو۔ پس اسکی تجارت اسکی زراعت اور اسکی صنعت لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله (النور ع ۵) کی مصداق ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے ذکر سے اسے غافل نہیں کرتی۔ یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے۔ اور وہ یہ کہنے لگ جائے۔ کہ میں کیا کروں۔ میری تجارت کو نقصان پہنچے گا۔ میری زراعت میں حرج واقع ہوگا۔ بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے کے سوا اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ وہ جانتا ہی نہیں کہ میں تاجر ہوں۔ وہ جانتا ہی نہیں۔ کہ میں زمیندار ہوں۔ وہ جانتا ہی نہیں کہ میں صناع ہوں۔ بلکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں ساری عمر

ہی خداتعالےٰ کے سپاہیوں میں شامل رہا ہوں۔ اور اسکی تنخواہ کھاتا رہا ہوں۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ میں حاضر ہو جاؤں۔ اور اپنی جان اسکی راہ میں قربان کردوں۔ پس باوجود تجارت کرنے کے وہ واقفِ زندگی ہے۔ باوجود زراعت کرنے کے وہ واقفِ زندگی ہے۔ اور باوجود کوئی اور پیشہ اختیار کرنے کے وہ واقفِ زندگی ہے۔ مگر وہ جو ایسا نہیں کرتا۔ جس کے کانوں میں خداتعالیٰ کی یا اس کے مقرر کردہ کسی نائب کی آواز آتی ہے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے دل میں بشاشت محسوس کرے۔ اور کہے۔ کہ وہ وقت آگیا ہے۔ جس کا میں منتظر تھا۔ اور اپنے دل میں قبض محسوس کرتا ہے۔ اور قربانی کرنے سے ہچکچاتا اور اسے اپنے لئے ایک تکلیف اور دکھ سمجھتا ہے۔ تو ایسا انسان درحقیقت

خداتعالےٰ کی فوج میں شامل نہیں

اور نہ اسے ایمان حاصل ہے۔ اس کو اسی وقت ایمان میسر آسکتا ہے۔ جب آخری نتیجہ ظاہر ہو۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لاھجرۃ بعد الفتح۔ اگر فتح آگئی تو اس کے بعد جو شخص ایمان لائے گا۔ اسے اس ہجرت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے قرب کے اعلیٰ مراتب حاصل نہیں ہوسکیں گے۔ ہجرت صرف مدینہ کی ہجرت کا نام نہیں۔ بلکہ ہجرت اپنے اندر اور مفہوم بھی رکھتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ (مشکوٰۃ صلا) کہ کوئی انسان ایسا بھی ہوتا ہے۔ جو خدا اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہے۔ پس اسکی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے۔ تو ہجرت صرف مدینہ کی ہجرت کا نام نہیں۔ ہجرت صرف قادیان کی ہجرت کا نام نہیں۔ بلکہ

ہجرت

نام ہے تمام دنیاوی علائق سے آزاد ہو کر اپنے آپ کو خداتعالےٰ کے لئے وقف کردینے کا۔ اس وقف کے یہ معنے نہیں۔ کہ انسان تجارت چھوڑ دے یا زراعت چھوڑ دے۔ یا ملازمت چھوڑ دے۔ ایک حصہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے مگر باقیوں کے لئے نہیں۔ ان کا وقف وہی ہوگا۔ جس کا اس آیت میں ذکر آتا ہے۔ کہ منھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر (احزاب ۳ع ۱۹) کہ کوئی تو ایسے ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو خداتعالیٰ کے دین کے لئے کلیۃً وقف کردیا ہے۔ اور انہوں نے تمام کام چھوڑ کر خداتعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کردیا ہے۔ اور کوئی ایسا بھی ہے۔ جو من ینتظر کے ماتحت ہے۔ وہ سودا بیچ رہا ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اب آدھ سیر ہوگیا ہے۔ مگر اس کے کان اس طرف لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہ کب خدا کی آواز آتی ہے۔ وہ دال تول کر گاہک کی جھولی میں ڈال رہا ہوتا ہے۔ اور اس کے کان اس بات کے منتظر ہوتے ہیں۔ کہ کب

خداتعالیٰ کی آواز

آتی ہے۔ تا میں اپنا مال اور اپنی جان اسکی راہ میں قربان کردوں۔

تم میں سے کئی کہہ دیں گے کہ ہم ایسے ہی ہیں۔ کیونکہ انسان کا نفس ایسے موقع پر ہمیشہ اسے دھوکا دیا کرتا ہے۔ مگر تم سمجھ لو۔ کہ اسی حقیقت کو تم پر ظاہر کرنے کے لئے خداتعالیٰ نے

پانچ نمازیں

مقرر کی ہیں۔ ہر روز پانچ وقت خدا تمہارا امتحان لیتا۔ اور پانچ وقت خدا تم پر تمہارے ایمان کی حقیقت آشکار کرتا ہے۔ پانچ وقت جب مکبّر کھڑا ہوتا اور کہتا ہے حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الصلوٰۃ۔ اے لوگو آؤ نماز کی طرف۔ اے لوگو آؤ نماز کی طرف۔ تو اس وقت جب تمہارے کانوں میں یہ آواز آتی ہے۔ اگر تمہارے ہاتھوں پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ تمہارے جسم میں کپکپی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور تمہیں بھول جاتا ہے۔ کہ تم تاجر ہو۔ تمہیں بھول جاتا ہے۔ کہ تم زمیندار ہو۔ تمہیں بھول جاتا ہے۔ کہ تم صناع ہو۔ تمہیں بھول جاتا ہے۔ کہ تم ملازم ہو۔ تمہیں بھول جاتا ہے۔ کہ تم نجار ہو۔ تمہیں بھول جاتا ہے۔ کہ تم معمار ہو۔ تمہیں بھول جاتا ہے۔ کہ تم لوہار ہو۔ تمہیں صرف ایک ہی بات یاد رہ جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ تم خدا کے سپاہی ہو۔ تب اور صرف تب تم

اپنے دعویٰ ایمان میں سچے

سمجھے جاسکتے ہو۔ لیکن اگر تمہارے اندر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ اور خداتعالیٰ کی آواز تو تمہیں یہ کہتی ہے۔ کہ حی علی الصلوٰۃ۔ اے میرے بندو میری عبادت کے لئے آؤ۔ اور تمہارا نفس تمہیں کہہ رہا ہوتا ہے۔ کہ اور دو گاہک دیکھ لوں اور چند پیسے کمالوں۔ اور بعض دفعہ تو یہ بھی کہنے لگ جاتا ہے۔ کہ مسجد میں جاکر نماز کیا پڑھنی ہے۔ اسی جگہ پڑھ لیں گے۔ بلکہ کئی دفعہ واقع میں تم مسجد میں نہیں آتے۔ اور گھر پر یا دوکان پر ہی نماز پڑھ لیتے ہو۔ تو تم سمجھ لو۔ کہ پانچ وقت خدا نے تمہارا امتحان لیا۔ اور پانچوں وقت تم فیل ہوگئے۔

مجھے خوشی ہے۔ کہ جب سے خدام الاحمدیہ نے کام شروع کیا ہے۔ جماعت میں بہت حد تک

نماز باجماعت ادا کرنے کی رغبت

پیدا ہوچکی ہے۔ مگر ابھی ایک طبقہ ایسا ہے۔ جس کے دل میں یہ رغبت پیدا نہیں ہوئی۔ اور ابھی ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو نمازیں باجماعت ادا کرنے میں جو فوج کی حاضری کے برابر ہے۔ سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے۔

جو لوگ صرف خدام الاحمدیہ کے نظام کے ماتحت باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ تم اپنے اندر ایسا ایمان پیدا کرو۔ کہ اگر دنیا کی سطح سے خدام الاحمدیہ کا وجود مٹ جائے۔ تب بھی تم نماز باجماعت ادا کرنے میں کبھی غفلت سے کام نہ لو۔ اور جو لوگ اس فریضہ کی ادائیگی میں

کوتاہی سے کام لینے کے عادی

ہیں۔ ان سے میں کہتا ہوں۔ کہ روزانہ پانچ وقت خداتعالےٰ تمہارا امتحان لیتا ہے۔ اگر تم بغیر کسی معقول عذر کے باجماعت نمازیں ادا کرنے میں سستی سے کام لیتے ہو۔ اور اگر تمہارے دنیوی مشاغل اس فریضہ کی ادائیگی میں روک بنتے ہیں تو تم سمجھ لو۔ کہ کس طرح تم روزانہ پانچ وقت اپنی شکست اور ایمان کی کمزوری کا اقرار کرتے ہو۔ ہر مومن جو پانچ وقت تمہارے گھر کے دروازے یا دوکان کے قریب سے نماز کے لئے گذرتا ہے۔ اور تمہیں نماز کے لئے اٹھتے نہیں دیکھتا۔ وہ اس یقین اور وثوق سے تمہارے گھر یا دوکان کے پاس سے گذرتا ہے۔ کہ یہاں

ایک منافق

رہتا ہے۔ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی منافق قرار دیا ہے۔ تم بعض دفعہ جب تمہیں کوئی منافق کہتا ہے۔ تو اس سے لڑ پڑتے ہو۔ مگر تمہیں خود ہی سوچنا چاہیئے۔ کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منافق کہنے سے تم نہیں گھبراتے۔ تو ہمارے منافق کہنے سے تم کیوں گھبراتے ہو۔ اس سے تو معلوم ہوا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر تمہارے دلوں میں کچھ نہیں۔ مگر ہماری قدر تمہارے دل میں ہے۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منافق کہنے کی تو تمہیں کوئی پروا نہیں ہوتی۔ لیکن اگر کوئی اور معمولی حیثیت کا آدمی تمہیں منافق کہتا ہے تو تمہارے تن بدن میں ایک آگ سی لگ جاتی ہے۔ اور کہنے لگ جاتے ہو۔ کہ وہ بڑا جھوٹا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت تمہارے دلوں میں اس ادنیٰ ترین آدمی کی حیثیت سے بھی کم ہے۔ کیونکہ جس کی وقعت انسانی قلب میں ہوتی ہے اسی کی ناراضگی سے خوف کھاتا ہے۔ ایک چھوٹا بچہ گالی دے۔ تو انسان مسکراتا ہوا گذر جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بڑا آدمی گالی دے۔ تو دوسرا شخص چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہے۔ اور اس سے پوچھتا ہے۔ کہ میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ کہ تم نے مجھے گالی دے دی۔

پس میں جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اور بھی زیادہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ نہ صرف قادیان کے دوست ہی بلکہ باہر کی جماعتوں کے دوست بھی۔ اور

دعاؤں پر زور

دیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ روحانی جماعتوں کی ترقی محض خداتعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔ اور خداتعالیٰ کے فضل دعاؤں سے نازل ہوتے ہیں۔ پس باجماعت نمازیں ادا کرنے کی عادت ڈالو۔ دعائیں مانگو۔ اور اپنے دلوں میں اللہ تعالےٰ کی محبت اور اسکی خشیت پیدا کرو۔ تا تمہارے قلب پر اللہ تعالیٰ کا عشق ایسا غالب آجائے۔ کہ تم مجسم دعا بن جاؤ۔ تم نماز پڑھ رہے ہو۔ تو دعا مانگ رہے ہو۔ سفر سے واپس آرہے ہو۔ تو دعا مانگ رہے ہو۔ غرض اس قدر دعائیں کرو۔ کہ خداتعالےٰ اپنے فرشتوں سے کہے۔ کہ میرا یہ بندہ تو

مجسم سوال

بن گیا ہے۔ اب ہمیں شرم آتی ہے۔ کہ اس کے سوال کو رد کردیں۔ اور وہ سوال جو خداتعالیٰ کی درگاہ سے کبھی رد نہیں ہوتا۔ مجسم سوال بن جانے والے کا ہی سوال ہوتا ہے۔ اس کا اپنا وجود مٹ جاتا ہے۔ اور وہ سوال ہی سوال بن جاتا ہے۔

پس دعائیں کرو۔ اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو۔ تا خدا ان بلاؤں اور ابتلاؤں سے جو درمیانی عرصہ میں آنے ضروری ہیں۔ ہماری جماعت کو محفوظ رکھے۔ اور اپنے فضل اور رحم سے ایمان اور یقین کے ہم پر وہ دروازے کھول دے۔ جو انبیاء کے بھیجنے کا اصل مقصود ہوتے ہیں۔

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورتمند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارات کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط منگوا کر فیصلہ فرماویں۔ (مینیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ر فروری ۱۹۴۱ء

بعض حکام کے افسوسناک رویّہ پر صبر اور دعاؤں سے کام لو

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجھے کھانا کھانے کے بعد چونکہ شدید متلی کی شکایت ہو گئی ہے۔ اسلئے میں زیادہ دیر تک نہیں بول سکتا۔ لیکن موقعہ اور اہمیت کے لحاظ سے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ایک اہم امر کی طرف جماعت کو توجہ دلا دوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ گذشتہ چند ہفتوں سے حکام کا رویہ کچھ ایسا ہو رہا ہے جو اس نیت پر دلالت کرتا ہے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ یا اسے بلا وجہ دق کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی تک میں اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا۔ کہ اسکی اصل ذمہ داری کس حاکم پر عاید ہوتی ہے۔ لیکن بہر حال سکھوں کے دیوان کے بعد سے لے کر اب تک باوجود اس بات کو تسلیم کرنے کے کہ جماعت احمدیہ کا نمونہ نہایت اعلےٰ درجہ کا تھا۔ اور تحریری طور پر اس کا اظہار کرنے کے عملی کارروائی یہی ہو رہی ہے۔ کہ مختلف مواقع پیدا کر کے جماعت احمدیہ کو دق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گو میں نہیں سمجھ سکا۔ کہ اگر اس حالت کا موجب کوئی انگریز ہے تو انگریز قوم جو اتنی ہوشیار ہے۔ اور جو اس بات کو سمجھتی ہے۔ کہ ایام جنگ میں کسی قسم کا فتنہ پیدا کرنا بالخصوص ایسی جنگ کے دنوں میں جس میں خود انگلستان کی ہستی معرض خطر میں ہے۔ کوئی دانائی کی بات نہیں ہو سکتی۔ وہ کس طرح اس قسم کی فتنہ انگیزی کو جائز سمجھ رہی ہے۔ اس قسم کا فعل کسی قوم کا فرد اس وقت تک نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ اپنی قوم کا دشمن نہ ہو۔ یا حد درجہ کا احمق اور بیوقوف نہ ہو۔ لیکن چونکہ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اسکی ذمہ داری ہندوستانیوں پر ہے۔ یا انگریزوں پر ہے۔ یا کسی اور پر ہے۔ اسلئے باوجود اس بات کو نہایت ہی ناپسند کرنے کے میں اسکے متعلق کسی قسم کے خیالات کا اظہار کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ یہ واقعات ہر ایک کو نظر آ رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں۔ کہ میرے سامنے ہیں۔ بلکہ جماعت کے دوستوں نے بھی ان واقعات کو دیکھا ہے۔ مثلاً یہ کوئی پوشیدہ بات نہ تھی۔ کہ سکھوں کا یہاں دیوان ہوا۔ اور وہ تلواریں اور کلہاڑے ہلاتے ہوئے ہماری گلیوں میں سے گذرے۔ آخر ایک مذہبی دیوان کے ساتھ اس قسم کے پروسیشن کا کیا تعلق ہو سکتا تھا۔ جس میں وہ نیزے۔ تلواریں اور کلہاڑے لے کر نکلتے اور جب وہ تلواریں اور کلہاڑے لے کر نکلے۔ اور انہیں ہلاتے ہوئے ہماری گلیوں میں سے گذرے۔ تو اس کے سوائے اس کے اور کیا معنے تھے۔ کہ وہ یہ بتانا چاہتے تھے۔ کہ ہم تلواروں اور کلہاڑوں سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آنا ہے تو آ جاؤ۔ گویا یہ ایک خاموش اشتعال انگیزی تھی۔ مگر ہماری جماعت نے صبر کیا۔ اور اس نے سکھوں کے اس رویہ کے باوجود اپنے جذبات کو قابو میں رکھا۔ لیکن اب جبکہ خدام الاحمدیہ کا جلسہ ہوا۔ اور اس میں اتفاقی طور پر بعض لوگ کلہاڑیاں لے کر آ گئے۔ تو باوجود اس کے کہ خدام الاحمدیہ نے اس قسم کا کوئی پروسیشن نہیں نکالا تھا۔ جس قسم کا سکھوں نے نکالا۔ حکام نے یہ نوٹس دے دیا۔ کہ اس جلسہ میں بعض لوگ کلہاڑے لے کر آئے ہیں۔ جو امن عامہ کے منافی ہے۔ اسے روکا جائے۔ گویا اس وقت حکومت کے دو قانون جاری ہیں۔ ایک قانون وہ ہے۔ جو سکھوں کے لئے ہے۔ اور دوسرا قانون وہ ہے۔ جو احمدیوں کے لئے ہے۔ سکھوں کے متعلق تو یہ قانون ہے۔ کہ وہ ڈپٹی کمشنر۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ اور پولیس کی ایک بہت بڑی جمعیت کے سامنے احمدیوں کے محلوں میں سے کلہاڑیاں اور تلواریں ہلاتے ہوئے جلوس کی صورت میں گذریں۔ تو یہ بالکل جائز اور درست ہے۔ لیکن احمدیوں کے لئے یہ قانون ہے۔ کہ وہ اس قسم کا پروسیشن نکالیں یا نہ نکالیں۔ اگر ان میں سے کچھ لوگ عادتاً جیسا کہ زمینداروں کی عام طور پر عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے ہاتھ میں سونٹا یا کلہاڑی وغیرہ رکھتے ہیں۔ ایسے طور پر نہیں۔ کہ کسی کو اشتعال دلانا مقصود ہو یا گلیوں میں سے وہ کلہاڑیوں کو ہلاتے ہوئے گذریں۔ کسی جگہ جائیں تو ان کے لئے یہ بات ناجائز ہے۔ جس کے معنے سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ بعض حکام کی ذہنیت یہ ہے۔ کہ جو طاقتور ہو۔ اس کے آگے جھک جاؤ۔ اور جو کمزور ہو۔ اس کو دباؤ۔ احمدی چونکہ تھوڑے ہیں۔ اسلئے ان کے لئے اور قانون ہے۔ لیکن سکھ چونکہ زیادہ ہیں۔ اور ان کے متعلق گورنمنٹ کو یہ خطرہ ہے۔ کہ اگر ان سے مقابلہ کیا۔ تو بھرتی بند ہو جائے گی۔ اور ملک میں اشتعال پیدا ہو جائیگا۔ اس لئے ان کے لئے اور قانون ہے۔

میری غرض ان واقعات کو خطبہ میں بیان کرنے سے یہ ہے۔ کہ اس قسم کے حالات کو دیکھ کر بسا اوقات جماعتوں میں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا ہو جاتی ہے۔ میں نے کل خدام الاحمدیہ کو اسی لئے مخفی طور پر اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ صبر سے کام لو اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھو۔ کچھ مواقع اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ اگر کوئی نادان نادانی بھی کرے۔ تو انسان کو صبر سے کام لینا پڑتا ہے۔ یہ زمانہ جس میں سے ہم گذر رہے ہیں۔ ایسا نازک ہے۔ کہ خواہ ہندوستانی حماقت کریں یا انگریز کسی بے وقوفی کا ارتکاب کریں۔ ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ وہ اس قسم کی انگیخت اور شرارت پر صبر کرتے ہوئے اپنے نفس کو دبائے اور جذبات کو بے قابو نہ ہونے دے۔ آج ہندوستان کے لئے زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ اور ہمارے ملک کی قسمت انگلستان سے اس طرح وابستہ ہو چکی ہے۔ کہ جب تک یہ دونوں جہاز الگ الگ نہ ہو جائیں۔ اور جب تک یہ دونوں حکومتیں علیحدہ علیحدہ نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک انگلستان کو جو نقصان پہنچے گا۔ اس سے بہت زیادہ سخت نقصان ہندوستان کو پہنچے گا۔ پس بنی نوع انسان کی خیر خواہی اور ملک کی محبت اسی میں ہے۔ کہ ہم اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں۔ اور سب سے مقدم اس امر کو سمجھیں۔ کہ جو شخص فوج میں بھرتی ہو سکتا ہے۔ وہ فوج میں بھرتی ہو جائے۔ جو مالی مدد دے سکتا ہے۔ وہ مالی مدد دے۔ اور جو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ وہ دعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے ہم سب کو بچائے۔ اور ہمارے طفیل انگلستان کو بھی محفوظ رکھے۔ پس ان عارضی باتوں پر جوش میں آ جانا عقلمندی کے خلاف ہے۔ بے شک مجھے ان باتوں کی وجہ سے شکوہ ہے۔ اور بے شک تمہارے دل میں بھی غصہ پیدا ہوتا ہوگا۔ مگر غصہ نکالنے کا موقعہ وہ ہوگا۔ جب جنگ ختم ہو جائے گی۔ اس وقت تمہارا کام یہی ہے۔ کہ تم اپنے جذبات کو دبا کر صرف اس امر کی طرف متوجہ رہو۔ کہ یہ عظیم الشان تباہی جو جنگ کی صورت میں آ رہی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بچائے۔ اور انگلستان کو بھی محفوظ رکھے۔ یاد رکھو ہماری اور ان بے وفا حکام کی مثال ان دو عورتوں کی سی ہے۔ جو ایک ہی خاوند کی بیویاں تھیں۔ اور دونوں کے پاس ایک ایک لڑکا تھا۔ خاوند کچھ عرصہ کے لئے باہر چلا گیا۔ تو وہ دونوں اپنے اپنے رشتہ داروں کو ملنے کے لئے گئیں۔ جب وہ واپس آ رہی تھیں۔ تو راستہ میں ان میں سے ایک کا لڑکا بھیڑیا کھا گیا۔ جس کے لڑکے کو بھیڑیا کھا گیا تھا۔ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ جب خاوند واپس آیا۔ تو جس کے پاس بیٹا دیکھے گا۔ اس کی طرف وہ زیادہ توجہ کرے گا۔ اور جس کے پاس بیٹا نہیں ہوگا۔ اسکی طرف کم توجہ کریگا۔ معلوم ہوتا ہے۔ وہ خاوند ایسے وقت میں باہر چلا گیا تھا۔ جب وہ بچے بہت ہی چھوٹے تھے۔ اور اسے خیال تھا۔ کہ جب وہ واپس آیا۔ تو اسے یہ یاد ہی نہیں رہے گا۔ کہ یہ کس بیوی کا بچہ ہے۔ چنانچہ اس نے جھٹ دوسری عورت کا لڑکا اٹھا لیا۔ اور کہنے لگی۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ تیرے بیٹے کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ وہ کہنے لگی۔ کہ یہ تمہارا نہیں میرا بیٹا ہے۔ اس پر تکرار بڑھ گئی۔ اور دونوں گتھم گتھا ہو گئیں۔ قریب ہی یروشلم تھا۔ جب ان کی لڑائی بہت بڑھ گئی۔ تو انہوں نے یروشلم میں آکر قضا میں دعویٰ دائر کر دیا۔ ایک نے کہا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اور دوسری نے کہا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اور دونوں اس پر قسمیں کھاتی تھیں۔ گواہ کوئی تھا نہیں۔ کہ پتہ لگے۔ کہ یہ لڑکا واقعہ میں کس کا ہے۔ آخر یہ معاملہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا۔ انہوں نے چاہا۔ کہ کوئی گواہی مل جائے۔ مگر کوئی گواہی نہ ملی۔ اور ان عورتوں کی یہ حالت تھی۔ کہ دونوں اس بات پر قسمیں کھاتی تھیں۔ کہ لڑکا ان کا ہے۔ ایک کہتی میرا ہے اور دوسری کہتی میرا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ کہ وہ اس مقدمہ کا کس طرح فیصلہ کریں۔ آخر یہ معاملہ حضرت سلیمان علیہ السلام تک بھی پہنچ گیا۔ جو خود قاضی تھے۔ وہ ان دنوں نوجوان تھے۔ اور بعض دفعہ جوانی میں نئے نئے خیالات سوجھ جاتے ہیں۔ انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر آپ برا نہ منائیں۔ تو یہ مقدمہ میرے سپرد کر دیں۔ میں اس کا بڑی آسانی سے فیصلہ کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مقدمہ ان کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے بھی پہلے کوئی گواہی معلوم کرنی چاہی۔ مگر جب کوئی گواہی معلوم نہ ہوئی۔ تو ان دونوں

عورتوں سے کہا۔ بات یہ ہے۔ کہ پہلا لڑکا اگر بھیڑیا کھا گیا ہے۔ تو نقصان دراصل باپ کا ہوا ہے۔ کیونکہ لڑکا اسی کا تھا۔ اب صرف ایک لڑکا رہتا ہے۔ اور یہ بھی اسی کا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اس کو بھی قتل کرکے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اور آدھا آدھا تم دونوں میں بانٹ دیا جائے۔ اس طرح تم دونوں برابر ہو جاؤ گی۔ اور کسی کے پاس بھی کوئی بچہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا۔ کہ چھری لاؤ۔ میں اس بچے کو کاٹ کر ابھی ان دونوں عورتوں میں آدھا آدھا تقسیم کر دیتا ہوں۔ جب چھری لائی گئی۔ اور دکھاوے کے طور پر آپ اس بچے کو کاٹنے لگے۔ تو وہ جو اس بچہ کی اصلی ماں تھی چلا اٹھی کہ بچے کو نہ ماریں۔ میں نے دراصل جھوٹ بولا تھا۔ بچہ میرا نہیں بلکہ اس کا ہے۔ اور دوسری کہنے لگی انصاف یہی ہے۔ کہ بچے کو آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچے کو اٹھایا۔ اور اس عورت کی گود میں ڈال دیا۔ جس نے کہا تھا۔ کہ یہ میرا بچہ نہیں۔ میں نے جھوٹ بولا تھا۔ اور جس نے کہا تھا۔ کہ بچے کو کاٹ کر نصف نصف کر دیا جائے۔ اس کے خلاف فیصلہ دیا۔ تو سچے خیر خواہ کی علامت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے نقصان کو برداشت کر لیتا ہے۔ مگر جس سے محبت ہوتی ہے۔ اس کے متعلق یہ پسند نہیں کر سکتا۔ کہ اسے کوئی تکلیف پہنچے۔ اسی طرح ہم ملک اور حکومت کے خیر خواہ ہیں۔ مگر اس قسم کے حکام ملک اور حکومت کے بدخواہ ہیں۔ اس وقت ہمارا کام یہی ہے۔ کہ ہم کہہ دیں۔ کہ ہمارا کوئی حق نہیں۔ انہی کا حق ہے کہ جلوس نکالیں۔ انہی کا حق ہے۔ کہ کلہاڑیاں تلواریں اور چھویاں لے کر جلوس نکالیں۔ اور انہی کا حق ہے کہ کلہاڑوں، تلواروں اور چھویوں کو ہلاتے ہوئے احمدی آبادی میں سے گزریں۔

پس ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم لڑائی کے ختم ہونے تک اس قسم کے تمام جھگڑوں کو بالائے طاق رکھ دیں۔ کیونکہ بنی نوع انسان کی ہمدردی اس بات کا تقاضا کرتی ہے۔ اور خدائی جماعتوں سے بڑھ کر ہمدردی اور کسی میں نہیں ہو سکتی۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے دنیا میں اسی لئے کھڑا کیا ہے۔ کہ ہم سب سے بڑھ کر بنی نوع انسان کی ہمدردی کا نمونہ دکھائیں۔ اور ہم انگلستان کے اس سے بھی زیادہ خیر خواہ ہوں۔ جتنا ایک انگریز انگلستان کا خیر خواہ ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہندوستان کے اس سے بھی زیادہ خیر خواہ ہوں۔ جتنا کوئی دوسرا ہندوستانی ہندوستان کا خیر خواہ ہو سکتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں۔ تو ہر انسان تسلیم کرے گا۔ کہ دنیا کے سچے خیر خواہ ہم ہیں۔ اور یہ کہ ہم اگر سگی ماں ہیں۔ تو وہ سوتیلی ماں ہیں۔ کیونکہ ہم ہی ہیں۔ جو فساد نہیں ہونے دیتے۔ اور امن کو ہر حالت میں قائم رکھتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہمارے اس رویہ سے بعض نادان حکام یہ خیال کر لیں گے۔ کہ اب جو کچھ ان کی مرضی میں آئے۔ وہ کر سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ وہ ایسا کب تک کرتے چلے جائیں گے۔ یہ دنیا نہ پنجاب کے وزراء کے قبضہ میں ہے۔ نہ پنجاب کے گورنر کے قبضہ میں ہے۔ نہ وائسرائے کے قبضہ میں ہے۔ نہ وائسرائے کی کونسل کے قبضہ میں ہے۔ نہ انگلستان کے قبضہ میں ہے۔ نہ انگلستان کی پارلیمنٹ کے قبضہ میں ہے۔ اسی طرح نہ انگلستان کے بادشاہ کے قبضہ میں ہے۔ نہ جرمنی کے قبضہ میں ہے۔ اور نہ اٹلی کے قبضہ میں ہے۔ بلکہ یہ اس خدا کے قبضہ میں ہے۔ جو آسمان و زمین کا مالک ہے۔ اور جس کی مٹھی میں دنیا کی ہر چیز ہے۔ وہ ہمارے صبر کو آسمان پر سے دیکھے گا۔ اور ہمیں اس صبر کی جزا دے گا۔ مگر جس دن ہمارا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ جس دن اس نے سمجھا۔ کہ حکام ہمارے صبر سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اسی دن وہ انہیں آسمانی ہتھیاروں سے خود ہی مروڑ کر رکھ دے گا۔ پس تم گھبراؤ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ کیونکہ اس وقت صرف انگریزوں کی ہستی ہی نہیں صرف ہندوستان کی ہستی ہی نہیں۔ بلکہ تمام دنیا کی ہستی خطرہ میں ہے۔ اگر تم روپیہ سے مدد دینے کی طاقت رکھتے ہو۔ تو روپیہ سے مدد دو۔ اگر فوج میں بھرتی ہو سکتے ہو۔ تو فوج میں بھرتی ہو جاؤ۔ اور اگر ان دونوں طریقوں میں سے کسی طریق پر بھی عمل نہیں کر سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اس جنگ کے برے اثرات کے دور ہونے کی دعائیں کرو۔ اور خوب کرو۔ باقی رہے ایسے حکام سو ان کو یا تو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ یا پھر خود کوئی قدم اٹھانے کی بجائے ان کے متعلق بھی دعا کرو۔ کہ یا تو خدا تعالیٰ ان کے دلوں کو بدل کر ان کی اصلاح کر دے یا پھر جس طرح خدا تعالیٰ کا عذاب آتا ہے۔ تو وہ اعزّہ کو اذلّہ بنا دیتا ہے۔ اور جو لوگ تکبر سے اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں۔ ان کے لئے اپنی کمر سیدھی کرنی بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ ان کے ساتھ سلوک کرے۔

پس یہ مت خیال کرو۔ کہ تمہارا صبر رائگاں جائے گا۔ اسی طرح حکام یہ مت خیال کریں۔ کہ وہ ہم پر ظلم کرکے سکھ پا سکتے ہیں۔ ہم ان سے بے انصافی نہیں چاہتے۔ ہم ان سے کسی غیر پر ظلم کرنے کا مطالبہ نہیں کرتے۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم سے بھی وہی سلوک کرو۔ جو تم غیروں سے کرتے ہو۔ اور اگر اس مطالبہ کے بعد بھی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں۔ تو تم مت گھبراؤ۔ اور تسلی رکھو۔ کہ ہم سب کے سروں پر ایک اور عظیم الشان بادشاہ موجود ہے۔ اور وہ اتنا بڑا بادشاہ ہے۔ کہ اس کے سامنے یہ دنیوی حکام اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ جتنی ایک نوکر آقا کے سامنے رکھتا ہے۔ وہ خود ان سے بدلہ لے گا۔ اور ایسا لے گا۔ کہ یہ تو کیا ان کی اولادیں تک بھی اس کی چوٹ کی شدت سے چلائیں گی۔

پس یہ ایک ضروری بات تھی۔ جس کے متعلق خطبہ میں میں نے جماعت کو ہدایت دینا مناسب سمجھا۔ کیونکہ جماعت کے افسر جو مجھ سے ملتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں بھی میں جوش دیکھتا ہوں اور لوگوں کے متعلق بھی میں محسوس کر رہا ہوں۔ کہ ان کی طبائع میں جوش ہے۔ میں ان سب سے کہتا ہوں۔ کہ یہ جوش دکھانے کا وقت نہیں۔ تم اس وقت اپنے دانتوں تلے زبان دے کر بیٹھ جاؤ۔ اور اپنی ساری طاقت موجودہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے صرف کر دو۔ جو مال دے سکتا ہے۔ وہ مال دے اور جو فوج میں بھرتی ہو کر یا والنٹیئرز دے کر مدد کر سکتا ہے۔ وہ فوج میں بھرتی ہو کر اور والنٹیئرز بہم پہنچا کر مدد کرے۔ اگر ان امور کی طرف توجہ کرنا ضروری ہوا۔ تو جنگ کے بعد دیکھا جائے گا۔ کہتے ہیں یار زندہ صحبت باقی۔ یہ وزراء بھی ابھی باقی ہیں۔ حکام بھی ابھی باقی ہیں اور افسر بھی ابھی باقی ہیں۔ اور ہم بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے باقی ہوں گے۔ بلکہ ہم تو ہر سال پہلے سے زیادہ طاقتور ہوتے چلے جائیں گے۔ مگر موجودہ وقت شور کرنے کا نہیں۔ اگر اس وقت بعض حکام ... تمہارا حق غصب بھی کرتے ہیں۔ تو جس طرح اس ماں نے کہہ دیا تھا۔ کہ میرا بچہ نہیں۔ اسی طرح تم بھی کہہ دو۔ کہ ہمارا کوئی حق نہیں۔

احباب کے لئے نادر علمی تحفے

(۱) **براہین احمدیہ ہر چہار حصہ** } حضرت اقدس ؑ کی یہ کتاب $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز پر نہایت عمدہ کتابت اور طباعت کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔ مجلد ع۱۲/ بے جلد ع۸/

(۲) **ایام الصلح اردو** } حضرت اقدس ؑ کی یہ کتاب مدت سے نایاب تھی۔ اب دوبارہ $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز پر طبع کروائی گئی ہے۔ قیمت فی ۱۲ر

(۳) **کلام النبی** } جسے نظارت تعلیم و تربیت نے زنانہ گرلز سکول کے لئے بطور نصاب مقرر فرمایا ہے۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ قیمت ۸ر

(۴) **روئیداد جلسہ خلافت جوبلی** } جلسہ خلافت جوبلی کی مکمل روئیداد تیار کرکے شائع کی گئی ہے۔ قیمت ۱۴ر

نوٹ } حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ستر کتب کا سٹ جو پہلے پچاس روپے میں آتا تھا۔ اب صرف پچیس روپیہ میں طلب کریں۔

منیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

تعمیر مسجد احمدیہ نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے لئے امداد

احباب کی خدمت میں پھر تاکیداً التماس کی جاتی ہے۔ کہ براہ مہربانی تعمیر مسجد احمدیہ نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے لئے بہت جلد روپیہ روانہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ کیونکہ ابھی قریباً چار ہزار روپیہ کی ضرورت باقی ہے۔ اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ چاہتے ہیں۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ جلد وہاں اپنی مسجد بنائی جائے۔ (ناظر بیت المال)

(رجسٹرڈ) سرجن آئل (رجسٹرڈ)

جو کہ ورم۔ چوٹ۔ رگڑ۔ زخم۔ آبلہ۔ منقلی پھوڑا پھنسیوں کے لئے اکسیر ہے۔ نیز داد کے لئے فائدہ مند ہے۔ اور مکھی۔ بھونڈی۔ زنبور۔ بھڑ۔ بچھو وغیرہ کے کاٹے کا تریاق ہے۔ **سرجن آئل** کے لگانے سے ورم۔ درد۔ بے چینی اور جلن فوراً جاتی رہتی ہے۔ اور تازہ زخم کا خون فوراً بند ہو کر زخم بہت جلد مندمل ہو جاتا ہے۔ نیز پھوڑا پھنسی پر لگانے سے خود بخود پھٹ کر اس کا گند نکل جاتا ہے۔ **سرجن آئل** کھلاڑیوں کے لئے بے نظیر مددگار ہے۔ زخموں۔ رگڑوں پر لگانے سے فوراً آرام آ جاتا ہے۔ نیز حیوانات کے لئے بھی **سرجن آئل** ویسا ہی فائدہ مند ہے۔ جیسے انسانوں کے لئے۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر شیشی کلاں ۱ر محصولڈاک بذمہ خریدار

(ڈاکٹر) ایم۔ اے بھٹی سرجن آئل فارمیسی قادیان (پنجاب)

ثنائی مشن!

"انگور ترش ہی ہوتے ہیں"

حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اعتراف عجز

پچھلے دنوں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مشہور و معروف حدیث قدسی "لولاک لما خلقت الافلاک" کے حدیث ہونے سے انکار کر کے اس پر بعض اعتراضات کئے تھے۔ مگر خدا کے فضل سے خاکسار نے ان کے تمام اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اس حدیث کو صحیح حدیث ثابت کیا۔ مثلاً

(۱) مولوی صاحب نے کہا تھا۔ کہ یہ حدیث بے سند ہے۔ تو میں نے موضوعات کبیر ص ۵۸ کے حوالہ سے بتایا کہ ایسی ہی ایک اور حدیث یعنی "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کو بھی محدثین نے بے اصل مانا ہے۔ مگر باوجود اسکے انہوں نے اسکو زبان زد خلائق ہونے کی وجہ سے اصول حدیث کی اصطلاح "مشہور" میں شامل کر کے صحیح قرار دیا ہے۔ (بہجۃ النظر علی شرح نخبۃ الفکر ص ۱۴) سو اسی طرح "لولاک لما خلقت الافلاک" کی حدیث بھی اگرچہ محدثین کے نزدیک بے سند ہے۔ لیکن خود محدثین نے ہی اسکو زبان زد ہونے کی وجہ سے "مشہور" میں داخل کیا ہے۔ اور اسکو مولوی ثناء اللہ صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ (اہلحدیث یکم نومبر ۱۹۳۶ء ص ۶) مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا۔ کہ حدیث لولاک الخ از روئے روایت صحیح نہیں۔ مگر میں نے بطور مثال بتایا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے "اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم" کی نسبت صاف کہا ہے کہ "اس حدیث کی نسبت گو محدثین نے سخت ضعف کا حکم لگایا ہے۔۔۔۔۔ مگر خاکسار راقم کے خیال میں یہ حدیث بلحاظ معنی بہت صحیح ہے۔" (رسالہ اجتہاد و تقلید ص ۷۹) اسی طرح محدثین نے لکھا ہے "صلوا خلف کل بر و فاجر حدیثے نشدہ" (صفر السعادۃ ص ۱۷۸) مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس حدیث کو بھی صحیح جان کر فاسق و فاجر کی اقتداء میں جواز نماز کا بارہا فتویٰ دے چکے ہیں دیکھو اہلحدیث (۱۲ر مارچ ۳۸ء ص ۱۳)

پس جبکہ آپ ایک "مولوی فاضل" ہو کر محض اپنے "خیال" سے ضعیف قرار دادہ حدیث کو "بلحاظ معنے بہت صحیح" کہنے کے حق دار ہیں۔ تو خدا کا مسیح موعود جو حکم و عدل بھی ہے۔ وہ اگر یہ وجہ جواز پیش کرے۔ کہ "ہمیں کشفی طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ حدیث (لولاک الخ) اپنے مطالب و مفہوم کے لحاظ سے صحیح ہے۔" تو یہ بدرجہ اولیٰ قابل قبول ہے۔ پس گو اس حدیث کو محدثین نے موضوع مانا ہے۔ مگر جبکہ خدا کے مسیح موعود نے خدا سے علم پا کر اس حدیث کے معانی کو صحیح قرار دے دیا ہے۔ تو اب اس حدیث کی صحت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی ابن عربی رح کے مذہب کا ذکر کر کے مانا ہے۔ کہ بعض محدثین کشفاً بعض احادیث کی صحت کا علم حاصل کر لیتے تھے۔ چنانچہ اسکی متعدد مثالیں پیش کر کے لکھا ہے۔ کہ :-

"شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے۔ ہم اس طریق سے آنحضرت صلعم سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہیں۔ بہتیری حدیثیں ایسی ہیں۔ جو اس فن کے لوگوں کے نزدیک صحیح ہیں۔ اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ اور بہتیری حدیثیں ان کے نزدیک موضوع ہیں۔ اور آنحضرت کے قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کے مسائل و احادیث جن کی تصحیح ابن عربی رح نے آنحضرت سے کرائی ہے۔ فتوحات میں مذکور ہیں۔" (رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد نمبر ۱۱ ص ۳) پس اسی طرح جبکہ خدا کے حکم و عدل اور مسیح موعود علیہ السلام نے لولاک لما خلقت الافلاک کی صحت معنی کا کشفاً علم حاصل کر کے اظہار کر دیا ہے۔ اب خواہ سارے جہان کے محدثین اسے جھوٹی قرار دیں۔ مگر ہمارے نزدیک یہ صحیح حدیث ہے۔

(۳) مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا تھا۔ کہ یہ حدیث "مقصود کے لحاظ سے بھی بالکل غلط ہے"۔ اس کے جواب میں میں نے "فاروق" (۱۴ر اکتوبر و ۷ر دسمبر ۱۹۴۰ء) میں بعض اسی مضمون کی اور حدیثیں پیش کیں۔ اور علمائے اسلام کے دس حوالجات سے بتایا۔ کہ اس حدیث لولاک کی نسبت محدثین نے "لکن معناہ صحیح" کہکر اس کے معنی و مفہوم و مقصود کو نہ صرف صحیح مانا۔ بلکہ اسکی صحت میں انہوں نے دیلمی کی ایک اور صحیح حدیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

(۴) مولوی صاحب نے حدیث لولاک کے جھوٹے ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے ایک مطالبہ کیا۔ کہ :-

"اس مطلب کے لحاظ سے عربی الفاظ یوں ہونے چاہئیں۔ لولاک لما خلقت الدنیا"

سو خدا کے فضل سے میں نے مولوی صاحب کے اس مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے ابن عساکر سے بعینہٖ ان الفاظ میں یہ حدیث پیش کر دی۔ جن میں مولوی صاحب نے مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"و فی روایۃ ابن عساکر لولاک لما خلقت الدنیا۔" (ملاحظہ ہو مواھب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۲ موضوعات کبیر ص ۵۹)

الغرض مولوی ثناء اللہ صاحب نے حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کو جھوٹی اور موضوع اور معناً بھی غیر صحیح ثابت کرنے کے لئے جو جو اعتراضات کئے اور دلائل دئیے بفضلہٖ تعالیٰ میں نے ان سب کا جواب پیش کیا۔ اور ساتھ ہی قرآن و حدیث کے مطابق اس حدیث کے وہ معانی بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلیفہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے فرمائے تھے۔ نمونۃً درج کئے۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے میرے دلائل کو تو بالکل نظر انداز کر دیا۔ اور اپنی طرف سے میرے مضمون کا چند سطور میں غلط خلاصہ پیش کر کے خلط مبحث کرنے کی کوشش کی۔ اور ساتھ ہی (اہلحدیث یکم نومبر ۱۹۴۰ء) میں لکھا کہ:-

"ہم لوگ (مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہم) تو آنحضرت صلعم کی شان رفیع کو اس روایت مکذوبہ کا مصداق تسلیم نہیں کرتے۔ یعنی ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ اگر آنحضرت صلعم کی ذات مبارک نہ ہوتی۔ تو خدا تعالےٰ دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔ ایسا کہنے کو ہم غلو اور افتراء علی اللہ سمجھتے ہیں۔"

اس کے جواب میں میں نے بعض ان محدثین اور بزرگان کا ذکر کر کے جنہوں نے حدیث لولاک کو صحیح قرار دیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اور دیگر اہلحدیث علماء سے پوچھا۔ کہ کیا یہ تمام بزرگان و محدثین بھی معاذ اللہ غالی اور مفتری علی اللہ تھے؟ اور ساتھ ہی یہ مطالبہ کیا۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اعتراضات اور میرے جوابات کو من وعن اپنے اخبار اہلحدیث میں شائع کر دیں۔ تو بعینہٖ ہم بھی "فاروق" میں ایسا کر دیں گے۔ تا لوگ خود اندازہ کر سکیں۔ کہ مولوی صاحب کے دلائل کیسے ہیں۔ اور میرے جوابات کیسے؟

مگر میری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی جبکہ میں نے دیکھا۔ کہ مولوی صاحب جو "اہلحدیث" ہونے کے دعویدار اور حدیث دانی کا بڑا دعویٰ کرنے اور "اہل حدیث" "زندہ ہیں" کی تعلیاں کیا کرتے تھے۔ وہ نہ صرف اس مشہور حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ بلکہ جب میں نے ان کے دلائل کی تردید کرتے ہوئے ان کے مطالبات کو بھی پورا کر دیا۔ تو وہ ایسے خاموش ہو گئے۔ کہ جیسے وہ اب اس دنیا میں ہی نہیں،

حالانکہ یہ حدیث بالکل صاف تھی۔ اور اس کے معنے بھی دیگر احادیث کی بناء پر بالکل قرآن و حدیث کے مطابق تھے۔ اس لئے اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ اور پھر جبکہ مولوی ثناء اللہ صاحب محض ایک **"مولوی فاضل"** ہو کر اپنے **"خیال"** کی بناء پر محدثین کی بعض ضعیف قرار دی ہوئی احادیث کو "بلحاظ معنے بہت صحیح" کہہ سکتے ہیں۔ تو اگر جماعت احمدیہ اس حدیث کو منجملہ دیگر وجوہ کے اس وجہ سے بھی صحیح جانتی ہے۔ کہ اس کو کسی "مولوی فاضل" نے اپنے "خیال" کی بناء پر نہیں بلکہ خدا کے حکم و عدل مسیح موعودؑ نے اور پھر وہ بھی اپنے "خیال" سے نہیں بلکہ کشفی طور پر خدا سے علم پا کر اسے اس کے مطلب اور مفہوم کے لحاظ سے صحیح قرار دیا ہے۔ تو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں رہ جاتی۔ مگر اس سے مولوی صاحب کی حدیث دانی اور دعویٰ اہل حدیث کی حقیقت ضرور معلوم ہو گئی۔ کہ جن کو آج تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ یہ حدیث "لولاک لما خلقت الدنیا" کے الفاظ میں بھی مروی موجود ہے۔

حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کے کیا معنے ہیں؟ اس کے لئے میں پھر بطور نمونہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ایک مختصر سا حوالہ درج کر دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ "اس حدیث قدسی کا مطلب یہ ہے۔ خدا فرماتا ہے۔" اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ تو اس دائمی سچائی کا نمائندہ ہے۔ جو مجھ سے آتی اور مجھ میں ہی آکر مل جاتی ہے۔ اور جس کا اشارہ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن میں بھی ہے۔ اسلئے اگر تو پیدا نہ ہوتا۔ جو سچائی کا نمائندہ بننے والا تھا۔ تو میں زمین و آسمان کبھی نہ پیدا کرتا۔ مگر چونکہ تو ایک زمانہ میں میری سچائی کا کامل نمائندہ بننے والا

تھا۔ اسلئے میں نے زمین و آسمان کو پیدا کر دیا۔ کیونکہ تیرے ذریعہ میری اس صداقت اور سچائی کا ثبوت ملنا تھا"۔ (الفضل ۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۶ء ص۵)

اس کے بعد چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے باوجود سلسلہ سوال و جواب دربارہ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک شروع کرنے کے میری طرف سے جواب شائع ہونے کے بعد بالکل سکوت اختیار کر لیا۔ اس لئے میں نے اپنے آخری مضمون کے جواب کے لئے کافی دیر انتظار کرکے ۲۷ر جنوری ۱۹۴۱ء کو ایک جوابی کارڈ لکھ کر بھیجا۔ جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

نقل پوسٹ کارڈ بنام مولوی ثناء اللہ صاحب

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از قادیان
۲۷ر صلح ۱۳۲۰ ہش
۲۸ر ذوالحجہ ۱۳۵۹ ہجری

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری
مدیر "اہلحدیث" امرتسر۔

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آپ نے اپنے اخبار "اہلحدیث" ۴ر اکتوبر ۱۹۴۰ء میں حدیث قدسی "لولاک لما خلقت الافلاک" کے خلاف جو مضمون شائع کیا تھا۔ میں نے اخبار "فاروق" (۱۴ر اکتوبر) میں اس کا جواب لکھا تھا۔ اور یکم نومبر کے "اہلحدیث" میں آپ نے جو جواب الجواب تحریر کیا۔ اس کا بھی میں نے "فاروق" (۷ر دسمبر) میں جواب دے دیا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ آپ "احادیث" کے بارہ میں بڑے بڑے دعاوی کر چکے ہیں۔ میرے آخری مضمون کے جواب میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کی صحت کے بارہ میں ہے۔ اب تک آپ کی طرف سے کوئی مضمون شائع نہیں ہوا۔ اسی طرح امام جماعت احمدیہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے الہام اب ڈی کیبٹڈ ([illegible]) پر جو آپ نے "اہلحدیث" (۲ر ستمبر) میں اعتراضات کئے۔ اور میں نے "فاروق" (۲۸ر ستمبر) میں ان کا جواب دیا۔ آپ نے اب تک اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اسلئے میں اس خط کے ذریعہ ان دونوں کے جواب کے لئے آپ کو یاددہانی کراتا ہوں۔ اور حدیث قدسی "لولاک لما خلقت الافلاک" والے مضمون کا باوجود آپ کے ان دعاوی کے کہ ہم "اہل حدیث" ہیں۔ اہل حدیث زندہ ہیں۔ اور ہم حدیثوں کو جانتے ہیں۔ آپ کی طرف سے جواب شائع نہ ہونا اس امر کا تازہ ثبوت ہوگا۔ کہ آپ کی نسبت پادری سلطان محمدؐ صاحب پال کی یہ رائے واقعی درست اور صحیح ہے۔ کہ:

"مولوی صاحب کسی مصلحت سے اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ ورنہ آپ کو احادیث کا خاک بھی علم نہیں ہے۔ یا اگر ہے تو اپنی فضیحت کی خاطر جان بوجھکر لاعلم بنتے ہیں"۔ (اخوت لاہور مئی ۱۹۳۸ء ص۱۷)

نیز یہ کہ آپ جو مضامین جماعت احمدیہ کے خلاف لکھتے ہیں۔ وہ احقاق حق کی غرض سے نہیں بلکہ محض اپنے اخبار کی دلچسپی کے لئے اور جماعت احمدیہ سے ضد و عداوت کی بناء پر ہوتے ہیں۔

پس آپ کا فرض ہے۔ کہ آپ میرے مضامین کا جواب دیں۔ اور اپنے اس دعویٰ کو کہ لولاک لما خلقت الافلاک جھوٹی حدیث ہے۔ دلائل سے ثابت کریں۔ اور اسکی صحت اور اسکے معنوں کی درستی کے لئے جو میں نے دلائل دیئے ہیں۔ ان کی تردید کریں۔ ورنہ آپ کا "اہلحدیث" ہونا معلوم۔

اس خط کے جواب کے لئے جوابی کارڈ ارسال خدمت ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدےٰ

آپ کی ہدایت کا طالب۔ سید احمدؐ علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان دارالامان ۲۷ر جنوری ۱۹۴۱ء بروز سوموار"۔

اس جوابی پوسٹ کارڈ کا مجھے ذیل کے الفاظ میں جواب موصول ہوا ہے:۔

نقل جواب بنام خاکسار سید احمدؐ علی سیالکوٹی

"۷۸۶

سید صاحب۔ السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین

آپ کا کارڈ دفتر ہذا میں موصول ہوا۔ اصل بات کا جواب یہ ہے۔ کہ لیس کل خطاب یستحق الجواب۔ خادم محمدؐ عبداللہ معمار امرتسری از دفتر اہلحدیث ۳۰/۱/۴۱"

ناظرین! آپ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رویہ اور اس جواب سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آج کل کے علماء کی حالت کہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود ہی یہ لکھا۔ کہ لولاک لما خلقت الافلاک صحیح حدیث نہیں بلکہ یہ ایک عربی مقولہ مشہور ہے۔ ...... صرف غیر معتبر واعظوں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ ...... مرزا صاحب نے اس کے معنی کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اسمیں آپ کی ایک غرض مخفی ہے۔ یہ مقولہ گو آنحضرت صلعم نے اپنے حق میں ارشاد نہیں فرمایا۔ اور نہ کوئی سچا نبی ایسا کہہ سکتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب نے اس مقولہ کو اپنا الہام ظاہر کرکے اسکو اپنے حق میں بتایا ہے۔" (اہلحدیث ۴ر اکتوبر ۱۹۴۰ء)

گویا مولوی صاحب کے حدیث لولاک کی صحت سے انکار کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ تا وہ کسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام پر اعتراض کر سکیں۔ لیکن چونکہ ہماری طرف سے اس کے جواب میں حدیث مذکورہ پیش کی جا سکتی ہے۔ اس لئے مولوی صاحب نے محض اس غرض سے کہ کسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام پر اعتراض کر سکیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس مشہور و معروف اور زبان زد خلائق صحیح حدیث سے ہی انکار کر دیا۔ اور اسے جھوٹی قرار دے دیا۔ مگر جب میں نے ان کے اعتراضات کا جواب اور اس حدیث کی صحت کے دلائل پیش کئے۔ تو وہ جواب سے عاجز آکر بالکل خاموش ہو گئے۔ اور پھر جب میں نے جوابی کارڈ کے ذریعہ ان کو پادری سلطان محمدؐ صاحب پال کے الفاظ میں غیرت بھی دلائی۔ تو بھی وہ جواب کے لئے جرأت نہ کر سکے۔ اور لکھدیا "لیس کل خطاب یستحق الجواب" یعنی ہر بات مستحق جواب نہیں۔ حالانکہ اگر میرا جواب واقعی مستحق جواب نہ تھا، تو جب میں نے ان کے اعتراضات (مندرجہ اہلحدیث ۴ر اکتوبر ۱۹۴۰ء) کا اخبار "فاروق" (۱۴ر اکتوبر ۱۹۴۰ء) میں جواب شائع کیا تھا۔ تو وہ اسی وقت کیوں نہ خاموش رہے۔ اور کیوں اس کا جواب یکم نومبر ۱۹۴۰ء کے اہلحدیث میں دیا۔ اور یہ مطالبہ کیا۔ کہ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک بلحاظ مقصود تب صحیح ہوتی۔ جبکہ یہ حدیث

لولاک لما خلقت الدنیا

کے الفاظ میں ہوتی۔ مگر وہ اس وقت تو خاموش نہیں ہوئے۔ البتہ جب میں نے "فاروق" ۷ر دسمبر ۱۹۴۰ء میں ان کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ان کے اس مطالبہ کو بھی پورا کر دیا۔ اور ان لفظوں میں ہی حدیث دکھا دی۔ اور بہت سے دیگر بزرگوں کے اقوال سے بھی اسکی صحت کا ثبوت پیش کر دیا تو اس کے جواب سے اپنے عجز کا یوں اظہار خط میں کر دیا گیا۔ کہ ہر بات لائق جواب نہیں ہوتی۔

مگر کیا یہ حیرت کی بات نہیں۔ کہ وہ علماء جو احادیث کے حامی ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر احادیث کو نہ ماننے کا الزام لگایا کرتے تھے۔ وہ خود احادیث کے منکر ہو رہے ہیں۔ لیکن احادیث کے بارہ میں جماعت احمدیہ بفضلہٖ شروع سے جس اصول کو مانتی ہے۔ اسی پر اب تک عمل پیرا ہے۔ اور وہ اصول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ "جو چیز قرآن کے باہر یا اس سے مخالف ہے۔ وہ مردود ہے۔ اور احادیث صحیحہ قرآن سے باہر نہیں۔ کیونکہ وحی غیر متلو کی مدد سے وہ تمام مسائل قرآن سے مستخرج اور مستنبط کئے گئے ہیں"۔ (الحق مباحثہ لدھیانہ ص۹۱) والسلام

خاکسار سید احمدؐ علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان

یاددہانی۔ آپ فاروق کے واسطے کم از کم دو خریدار دیکر ثواب حاصل کریں۔ (منیجر)

حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز۔ نیلے دست۔ قے۔ ہچکیاں۔ درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسی چھا جانے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا۔ تازہ۔ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کرکے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب رضؓ طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفہ اولؓ دواخانہ معین الصحت قادیان

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اسلیئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

ع ۵۷۹۵ ۔ میں ابراہیم ولد چودھری کرم الدین صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن بھینی بانگر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ر جنوری ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کروں۔ تو وہ حصہ وصیت سے ادا شدہ شمار ہوگی۔

(۱) اس وقت میری جائیداد مشترکہ بصورت اراضی زرعی تقریباً چھ گھماؤں دو کنال جدی ملکیت ہے۔ ۴ کنال اراضی رہن کی ہوئی ہے۔ جس کا زر رہن ڈیڑھ صد روپیہ ہے۔ حصہ چاہ مذکورہ جائیداد میں واقع ہے۔ جس کی قیمت ۲۵۰/- روپیہ ہے۔ مکانات قیمتی ۴۰۰/-/- روپیہ کے ہیں۔ اس کے علاوہ منقولہ جائیداد مبلغ ۲۰۰/- روپیہ بصورت مال و مویشی ہوگی۔ مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۴ حصہ کا میں مالک ہوں۔ بکفالت مذکورہ جائیداد کے تقریباً ۴۵۰/-/- روپیہ میرے ذمہ قرض ہے۔

(۲) میری ماہوار آمدنی بصورت ملازمت ۹/- ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

العبد:۔ ابراہیم کارکن دفتر بہشتی مقبرہ قادیان۔ گواہ شد جلال الدین محلہ دار البرکات قادیان۔ گواہ شد سید محمد ناصر شاہ کارکن دفتر بہشتی مقبرہ قادیان۔

ع ۵۷۳۷ ۔ منکہ محمدی بیگم بیوہ جمعدار نواب دین صاحب مرحوم عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن دار الرحمت قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴۰ ۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اس وقت کچھ اور جائیداد نہیں ہے۔ صرف میرے پاس آٹھ سو تین روپے بارہ آنے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی رقم میرے پاس نہیں ہے۔ اگر مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ یہ روپیہ حضور نے تجارت میں لگوایا ہوا ہے۔ اس رقم پر جو نفع آئے گا۔ اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ میں ۸۰۳/۱۲/- روپے ۸۰/-/- روپے نقد جب آپ چاہیں۔ چاہے آج ہی چاہیں وصول کرسکتے ہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بیت المال کو میری وصیت دکھا کر یہ رقم ۸۰/-/- روپے آپ وصول کرلیں۔ مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ میری رقم جمع ہے۔

العبدہ:۔ نشان انگوٹھا محمدی بیگم بیوہ جمعدار نواب دین مرحوم۔ گواہ شد شیخ اللہ بخش آف بنوں حال قادیان۔ گواہ شد محمد مطیع اللہ صاحب قریشی موصی محلہ دار الرحمت۔

ع ۵۷۴۰ ۔ منکہ فرید احمد محسن ولد چودھری علم دین صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۷ء ساکن چک ۳۳۲ ج ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴۰ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ۸ ایکڑ اراضی واقعہ چک ۳۳۲ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ہے۔ ابھی یہ زمین مشترکہ ہے۔ اس کے ۱/۴ حصہ کا میں مالک ہوں۔ آج کل کے بازاری نرخ کے حساب سے اسکی قیمت ۳۲۰۰/-/- ہے۔ اس میں میرے حصہ کی قیمت ۸۰۰/-/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ ایک عدد مکان خام واقع چک ۳۳۲ میں ہے۔ اس کے بھی ۱/۴ حصہ کا مالک ہوں۔ میرے حصہ کی قیمت یکصد روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک گھماؤں زمین موضع دھنی دیو تحصیل نارووال میں ہے۔ اسکی قیمت کل ۸۰۰/-/- روپے ہے۔ اس میں بھی میرا چوتھا حصہ ہے۔ اور میرے حصہ کا مبلغ ۲۰۰/-/- روپیہ بنتا ہے۔ اس طرح کل جائیداد کی قیمت ۱۱۰۰/-/- روپیہ ہوئی۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی بصدق دل اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر اس کے علاوہ مجھے کوئی اور آمد بصورت ملازمت یا تجارت وغیرہ ہوئی۔ تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ماہ بماہ داخل کراتا رہوں گا۔ آخر پر میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میری وصیت کے میرے ورثاء پابند ہوں گے۔

العبد:۔ فرید احمد محسن بقلم خود۔ گواہ شد عبد الرحمن احمدی بی اے چک ۳۳۲ ج ب ضلع لائل پور۔ گواہ شد محمد اعظم بقلم خود چک ۳۳۲ ج ب ضلع لائل پور۔

ع ۵۷۹۲ ۔ میں حسین بی بی بیوہ دین محمد قوم راجپوت پیشہ حکمت عمر قریباً ۷۰ سال تاریخ بیعت اگست ۱۹۳۰ء ساکن میانوالی لہارال ڈاکخانہ کھوکھر والی ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ر دسمبر ۱۹۴۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد یکصد روپیہ نقد ہے۔ اور اس کے سوائے نہ کوئی زیور ہے۔ نہ کوئی اور جائیداد ہے۔ سو میں اسمیں سے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتی ہوں۔ سو انشاء اللہ تعالیٰ دس روپے جلد ادا کردونگی۔ اور چندہ شرط اول ۸ر اور برائے اعلان وصیت ۲ر کل میزان مبلغ تین روپے فارم ہذا کے ساتھ ادا کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ جو جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اس کے بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔

العبدہ:۔ حسین بی بی حال وارد بھینی بانگر نزد قادیان۔ گواہ شد سکندر علی ولد ولیداد حال وارد بھینی بانگر۔ گواہ شد الہ دین ولد کریم بخش جٹ ساکن بھینی بانگر۔ گواہ شد حکیم ناظر حسین پسر موصیہ۔

ع ۵۷۹۳ ۔ میں عمر بی بی بیوہ امام دین قوم لوہار عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن مانگٹ اونچے ڈاکخانہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس آج بتاریخ ۱۱ ۱/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت یکصد روپیہ نقد ہے۔ میں اس کے ساتویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اگر میری وفات کے بعد میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ساتویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے سوا اس وقت نہ میری کوئی جائیداد ہے۔ اور نہ ہی کوئی آمدنی کی صورت ہے۔

الامتہ:۔ عمر بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد مستری غلام نبی داماد موصیہ۔ گواہ شد محمد امین زعیم محلہ دار الرحمت قادیان۔

ع ۵۷۹۴ ۔ میں خدیجہ زوجہ میاں عبد الرحیم صاحب قوم کشمیری پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۱۲/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد یکصد روپیہ کا زیور ہے۔ مہر میں وصول کرچکی ہوں۔ اور میری کوئی جائیداد نہیں۔ اگر میرے مرنے پر میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ مذکورہ جائیداد اور متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

العبدہ:۔ نشان انگوٹھا خدیجہ زوجہ عبد الرحیم۔ گواہ شد عبد القادر بقلم خود ہیڈ ورکس سلیمانکے ضلع فیروز پور ۲۹ ۱۲/۴۰۔ گواہ شد:۔ عبد الرحیم خاوند موصیہ قادیان۔

ع ۵۷۹۱ ۔ میں نوربی بی عرف تجو بی بی بیوہ منشی سید عبد الحق صاحب مرحوم قوم پیشہ خانہ داری عمر ۶۴ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۸ء ساکن کوبھی ڈاکخانہ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ر جنوری ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد صرف اراضی تیئیس گونٹھ جسکی موجودہ قیمت تخمیناً مبلغ ۲۲۰/-/- روپے ہوتی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جس کا دسواں حصہ مبلغ ۲۲/-/- روپے ہوتا ہے۔ اس میں سے میں نے نقد ۱۸/-/- روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کردیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ باقی پانچ روپیہ تین ماہ کے اندر اندر روانہ کردونگی۔ اگر میری وفات کے وقت میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ موجودہ حالت میں میرا گذارہ میری چچی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہونے پر ہے۔ میرا ذاتی کوئی مکان نہیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ نشان انگوٹھا نوربی بی عرف تجو بی بی۔ گواہ شد سید مبشر الدین احمد احمدی سیکرٹری خدام الاحمدیہ سونگڑہ۔ گواہ شد سید غلام محمد احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ سونگڑہ ضلع کٹک

عام چیدہ خبریں

واشنگٹن۔ ۹ر فروری۔ جرمنی کے سابق امریکن سفیر مسٹر جیمز نے جرمن افسروں اور مدبروں سے اپنی ملاقاتوں کے بعد ان کے نظریوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جرمنوں نے امریکہ پر چڑھائی کرنا ایک مدت سے اپنی زندگی کا نصب العین بنا رکھا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ امیر البحر ٹرپز نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ یورپ کو ختم کرنے کے بعد ہم جنگ کے اخراجات وصول کرنے کے لئے دولت مند ملک امریکہ کا رخ کریں گے۔

لنڈن۔ ۱۰ر فروری۔ مسٹر چرچل نے تقریر میں کہا۔ کہ اطالوی سلطنت کا خاتمہ قریب ہے۔ برطانیہ کی حالت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں ہٹلر کی طرف سے گیس اور پیراشوٹس کے حملہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ ہٹلر بلقان سے روس اور وہاں سے ہندوستان پہنچنے کی کوشش کرے مگر آخر کار اسے شکست ہو گی۔

لنڈن۔ ۱۱ر فروری آزاد فرانس کی خبر رساں ایجنسی نے بیان کیا ہے۔ کہ بلغاریہ پر جرمنوں کا حملہ ہونے والا ہے۔ فوجیں جمع کی جا رہی ہیں۔ ترکی اخبار صباح نے لکھا ہے۔ کہ شاید جرمنی بلغاریہ پر قبضہ کرے۔ لیکن اگر کسی طاقت نے بلغاریہ میں قدم رکھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہو گا۔ کہ ترکی کی سرحدوں کی پرواہ نہیں کی گئی۔ اور ترکی یہ برداشت نہ کرے گی۔

لنڈن ۱۱ر فروری۔ آج سمندری محکمہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۲ر اور ۳ر فروری کو ختم ہونے والے ہفتہ میں برطانیہ کے ۱۱ جہاز ڈوبے۔ جن کا وزن ۴۲ ہزار ٹن تھا۔ اگرچہ یہ جنوری کی اوسط سے زیادہ ہے۔ لیکن دسمبر کی اوسط سے بہت کم ہے۔

قاہرہ ۱۱ر فروری۔ بن غازی پر قبضہ کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ بندرگاہ میں دو جنگی جہاز اور ۴ دوسرے جہاز ڈوبے ہوئے ہیں۔ بن غازی پر حملہ کرنے سے قبل ہوائی جہازوں نے حملہ کیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں یہ جہاز ڈوبے۔ بن غازی میں ۲۰ اور ۳۰ ہزار کے درمیان قیدی پکڑے گئے ہیں۔

دہلی ۱۱ر فروری۔ سنٹرل اسمبلی میں آج سوالات کے وقت بتایا گیا۔ کہ کچھ ریلوے لائنیں بند کر دی گئی ہیں۔ ان سے حکومت کو کوئی ایسا فائدہ نہ تھا۔ اور وہ ایسے علاقہ سے گذرتی ہیں۔ جہاں سڑکیں موجود ہیں۔

برلن۔ ۹ر فروری۔ ہٹلر کے ایک نائب نے ایک تقریر میں کہا ہے۔ کہ آبدوزوں کی جنگ موسم بہار میں پورے زور سے شروع ہو جائے گی۔ برطانیہ نے تو ابھی محض ایک معمولی سا نمونہ ان حوادث کا دیکھا ہے۔ جو اسے پیش آنے والے ہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی جنگی مشین جرمن سپاہیوں کے ہاتھوں میں حرکت میں آنے کے لئے بالکل تیار ہے۔ اور اسکی حرکت ہی آخری فتح لائے گی۔

چنکنگ ۹ر فروری چین کی گوریلا فوج نے مشین گن کی مدد سے بدھوار کو کوزٹنگ میں ایک جاپانی جہاز کو گرا لیا۔ جس سے سابق وزیر بحریہ اور آٹھ دیگر جاپانی افسر ہلاک ہو گئے۔ چنکنگ کی گورنمنٹ نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ تباہ شدہ ہوائی جہاز کی دیکھ بھال کرنے پر اس میں سے اہم دستاویزات برآمد ہوئی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ امیر البحر مذکور اپنے سٹاف کے ساتھ جاپانی بیڑے کے کمانڈر انچیف کے عہدے کا چارج لینے کے لئے جزیرہ ہینان جا رہے تھے۔

لنڈن ۹ر فروری۔ ابی سینیا کا اطالوی وائسرائے جو عدیس آبابا سے اطالوی فوجوں کا معاینہ کرنے گیا تھا۔ مفقود الخبر ہے۔ افواہ ہے۔ کہ حبشی اسے پکڑ کر شاہ ابی سینیا کے پاس لے گئے ہیں۔

امرتسر ۱۰ر فروری گندم دڑہ ۳/۴/۶
گندم اعلیٰ ۳/۷/۶ چنے ۳/۱/۶ پرانی
باسمتی ۷/۴/- نئی باسمتی ۷/-/- دیسی
کپاس ۴/۱۰/- تل ۶/۸/-

لائلپور ۱۰ر فروری گندم اعلیٰ ۳/۶/-
گندم دڑہ ۳/۵/۶ چنے ۳/۳/۶ دیسی
کپاس ۴/۱۲/- گڑ ۲/۱۲/-

نو ترمیم احمدیہ تبلیغی پاکٹ بک

از خادم صاحب گجراتی جو ایک محقق انسان کے لئے تمام مذاہب کے متعلق پوری واقفیت پیدا کرنے اور بالخصوص سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق کامل طور پر علم حاصل کرنے کے لئے اس پاکٹ بک سے بہتر اور کوئی رسالہ یا کتاب اور پاکٹ نہ ملے گی۔ قریباً ایک ہزار صفحات مجلد سنہری قیمت عیر صرف چند نسخے موجود ہیں اس ایڈیشن کے ختم ہونے پر اسکی قیمت بوجہ گرانی کاغذ یقیناً عہ ہو گی۔ یہ پاکٹ بک صرف مجھ سے ہی ملے گی۔

علماء زمانہ ہر سہ حصہ ۱۲ر ترجمہ انگریزی از ماسٹر عبدالرحمن صاحب نو مسلم بی۔ اے قادیان عہ ۸ر

ان کے علاوہ ہر قسم کے قرآن مجید و حمائل شریف مترجم و معریٰ جن کا اشتہار اخبار فاروق و الفضل میں چھپتا رہا ہے۔ بارعایت ملنے کا پتہ:

محمد عنایت اللہ صحاف (تاجر کتب) قادیان

لاہور ۱۰ر فروری۔ پنجاب بھر میں بن غازی کی فتح پر خوشی منائی گئی۔ سب سرکاری دفاتر کچہریاں اور سکول کالج بند رہے۔ اور جھنڈے لہرائے گئے۔

مجرب اور خالص ادویہ

اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ ہمارے دوا خانہ سے طلب کریں۔ ہر قسم کی ادویہ ہم آپ کو مہیا کر کے دیں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے دوا خانہ میں خاص نسخے بھی تیار ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

تریاق کبیر یہ گھر کا ڈاکٹر ہے۔ سر درد پیٹ درد۔ دانت کی درد۔ گلے کی درد۔ سینہ کی درد۔ اسہال سوء ہضم ہیضہ وغیرہ کے مریضان کو اس دوا کے لگانے یا پلانے سے فوری فائدہ ہوتا ہے۔ بھڑ۔ بچھو۔ سانپ کاٹے۔ ان کے زخموں کے لئے یہ تریاق ہے۔ بخار وغیرہ میں بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ عام مرضوں میں ڈاکٹر کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور بڑے امراض میں ڈاکٹر کے آنے تک مریض کی حالت اچھی رہتی ہے۔ ہر گھر میں اس کا موجود ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ قیمت چھوٹی شیشی ۸ر درمیانی عہ بڑی شیشی عہ اس کے اثر کے متعلق ذیل کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں:۔

جناب سید جلال الدین صاحب کشمیری تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے دو سال سے معدے کی سخت تکلیف تھی۔ جس کی وجہ سے ایک چھٹانک غذا ہضم ہونی مشکل ہو گئی تھی۔ لیکن میں نے دوا خانہ خدمت خلق سے تریاق کبیر لیا۔ اسے شروع کئے چند ہی دن گزرے ہوں گے۔ کہ اس نے حیرت انگیز فائدہ کیا۔ کھانا وغیرہ بخوبی ہضم ہو جاتا ہے۔ اور خوب بھوک لگتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے جو بدنی سستی اور کمزوری وغیرہ تھی۔ اس میں بھی فائدہ ہو رہا ہے۔

سرمہ ممیرا خاص یہ سرمہ ایک پرانے اور مجرب نسخہ کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اور پرانی آشوب چشم خصوصاً جو نزلہ یا دماغی یا اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح نظر کی کمزوری اور دھند کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ پرانے ککروں اور آنکھ کی سرخی کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عہ ۶ ماشہ عہ ۳ ماشہ ۱۰ر

سرمہ اکسیر چشم یہ سرمہ آنکھوں کی سب بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔ خصوصاً نئے اور پرانے ککروں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ نیز ناخنہ وغیرہ امراض کے لئے مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ عہ ۶ ماشہ عہ ۳ ماشہ ۱۲ر ان کے اثر کے متعلق ذیل کے سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں: مکرمہ جنابہ سردار بیگم صاحبہ ہیڈ معلمہ گرلز سکول دو المیال ضلع جہلم سے تحریر فرماتی ہیں۔ کہ میں نے آپ کے دوا خانہ سے سرمہ ممیرا خاص بطور نمونہ لیا تھا۔ اور خود استعمال کیا۔ میری آنکھوں میں مدت سے ککرے تھے۔ اور کثرت سے پانی بہتا تھا۔ میں نے چند روز آپ کے سرمہ کو استعمال کیا۔ واقعی آنکھوں کے مریضوں کے لئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اور خاص کر ککروں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

جناب محمد عارف صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایچ قبولہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ سے سرمہ اکسیر چشم جو بطور نمونہ منگایا تھا میں نے ایک مریض کو استعمال کرایا۔ جس سے اسکو بہت ہی فائدہ ہوا ہے۔ سرمہ اکسیر چشم واقعی اکسیر چشم ثابت ہوا ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ دوا خانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطار اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)